

- ۱۔ معارف فیضو ہر ماہ کیم اور سول نارنگوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے (ہمیں) مستیاب ایں معلومات کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔ جو اسلام سے وابحی اور ملت اسلامیہ کا در در کھنے والوں کے غور و فکر کے لئے اہم یامنید ہو سکتی ہیں۔
- ۲۔ پیش کیا جانے والا لواز مہ بالعموم بلا تصریح شائع کیا جاتا ہے۔ کسی مضمون، نقطہ نظر، خیال یا معلومات کے انتخاب کی وجہ سے ہمارا تقاضہ نہیں اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ کسی مضمون یا معلومات کی مدل تردد یا اس سے اختلاف پر بھی لواز مہ کو بھی جگہ دی جا سکتی ہے۔
- ۳۔ معارف فیضو کو بہتر بنانے کے لیے مغایر معلومات کے حصول یا ان کے ذرا شائع نہ کر رسمی میں آپ کی مدد کا خیر مقدم کیا جائے گا۔
- ۴۔ ہمارے فرماں کردہ لواز مے کے زیر، لیکن غیر تجارتی ابلاغ کی عام اجازت ہے۔
- ۵۔ معارف فیضو کی کوئی قیمت مقرر نہیں۔ تاہم عطیات کی ضرورت بھی رہتی ہے اور عطیات قبول بھی کیے جاتے ہیں۔ اسلامک دیسرچ اکیڈمی کو اچھی

جلد نمبر: ۱۳ - شمارہ نمبر: ۲۲  
۱۶ دسمبر ۲۰۲۰ء

# پندروڑہ معارف فیضو

کراچی  
سید شاہد ہاشمی  
مدیر:

ناسب مدین: منعم ظفر خان، سید سعیج الدین، نوپرنوں - معاون مدین: غیاث الدین، محمد عبید قادری  
ڈی - ۳۵، بلاک - ۵، فیڈرل بُلی ایریا، کراچی - ۷۵۹۵۰  
نون: ۰۳۶۸۰۹۲۰۱ - ۰۳۶۳۹۸۲۰۹۲۱  
برقی پاپ: www.irak.pk, irak.pk@gmail.com

## امریکا چین نئی سردار جنگ

آزادی اٹھا رائے کے حقوق کو حساب کر رکھا ہے اور لوگوں کو ختم قسم کی سزا میں دی جاتی ہیں۔ ذی جن پنگ کا دور تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ کیونٹ پارٹی نے ٹھوڑی بھت آزادی جو لوگوں نے دی دیںDeng Xiaoping کے اصلاحی دور میں اپنے کی محکمہ سردار جنگ کے خاتمے تک امریکا نے روپ کے گھیراؤ کی محکمہ عملی اختیار کیے رکھی، باوجود اس کے کہ اس محکمہ عملی کو کئی بار تقید کا ناٹھ بھی بنا لیا گیا اور اسے تنازع بھی بنا لیا گیا۔ جیسا کہ فروری ۱۹۸۶ء میں جب سردار جنگ کا آغاز ہوا تھا، ما سکو میں واقع امریکی سفارت خانے میں تعینات جارج کینن نے پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل ایک "کیبل" اثیت کھڑے رہنے کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ سوویت یونین کی تباہی کی ذمہ دار خود اس کے نظام کی مژو ریاں اور تھاداں ہیں۔ اب ۲۰۱۷ء کی میگرین میں تجربے اور تفصیل کے ساتھ کالم میں کینن کا کہنا تھا کہ سوویت یونین کے نظریات دراصل حقیقت تھے اور وہ ان کو شش کی۔ ایک برس بعد امریکا اور اس کے اتحادیوں کو ایک مرتقبہ ایک کیونٹ حریف کا سامنا ہے، جو امریکا کو اپنے دشمن کے طور پر دیکھتا ہے۔ علاقائی سلطہ اور عالمی اثر و سمع کا خواہاں ہے۔ واشنگٹن اور پیجگ میں موجود بہت سے ماہرین کے لیے امریکا چین سردار جنگ کے تجزیے کے لیے روپ امریکا سردار جنگ کو نظر انداز کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ ایسے میں امریکی پالیسی سازوں کو چاہیے کہ کینن کی تباہی ہوئی "گھیراؤ کی پالیسی" کو اپنی ثابت کر کے اس پر عمل کریں۔ اس سال اپریل میں اثیت ڈپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر پالیسی اور پانگک Kiron Skinner نے کینن طرز کی محکمہ عملی کی ضرورت پر زور دیا لیکن اس مرتبہ حریف "چین" تھا۔

### دولت سے طاقت تک

دوست سے طاقت تک آج کے چین کے بارے میں دو مرکزی حقائق ہیں۔ پہلا یہ کہ حال یہ درمیں جس تیزی سے چین نے معاشی ترقی کی ہے اس کی مثال دیتے نہیں دیکھی۔ وہری حقیقت یہ کہ چین وقت روپ کا گھیراؤ نہ صرف ضروری تھا بلکہ کافی بھی تھا۔ اس کینن کا وہ پیغام ان لوگوں کے لیے اہم تھا بن گیا، جو امریکا اور روپ کے مابین تنازع کو سمجھنے کی کوشش کرتے تھے۔

Odd Arne Westad

فروہی ۱۹۸۶ء میں جب سردار جنگ کا آغاز ہوا تھا، ما سکو میں واقع امریکی سفارت خانے میں تعینات جارج کینن نے پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل ایک "کیبل" اثیت کھڑے رہنے کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ سوویت یونین کی ذمہ دار خود اس کے نظام کی مژو ریاں اور تھاداں ہیں۔ اس کے نظریات دراصل حقیقت تھے اور وہ ان کو شش کی۔ ایک برس بعد یہ طویل پیغام "فاران انفہر" میگرین میں تجربے اور تفصیل کے ساتھ کالم کی صورت میں شائع ہوا۔ اس کالم میں کینن کا کہنا تھا کہ سوویت یونین کے نظریات دراصل حقیقت تھے اور وہ ان نظریات سے ہی عالمی مظہر نے کو دیکھتے تھے، ان کے یہ نظریات اور ان کے اندر پائے جانے والے عدم تحفظ نے انھیں تو سچ پسندانہ عزم رکھنے پر مجبور کیا۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ سوویت یونین لا زمی طور پر تصاصم کا راستہ اختیار کرے گا۔ انھوں نے ایک اہم نقطے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ روپ نے ایک عالمی طاقت کے مقابلے میں پیچھے ہٹنے سے کوئی شرمندگی محسوس نہیں کی۔ اس سب کے بعد امریکا کو اپنی طویل مدتی سلامتی کو تھیں بنانے کے لیے سوویت یونین کی طرف سے لائق خطرات کا مقابلہ کرنا تھا۔ اگر امریکا ایسا کرتا تو سوویت یونین کی طاقت خود تخدیم ہونے لگتی۔ اس وقت روپ کا گھیراؤ نہ صرف ضروری تھا بلکہ کافی بھی تھا۔ کینن کا وہ پیغام ان لوگوں کے لیے اہم تھا بن گیا، جو امریکا اور روپ کے مابین تنازع کو سمجھنے کی کوشش کرتے تھے۔

### اندر وہی صفات پر:-

- 
- 
- 
- 
- 
- 
- 
- 
-

مقابلے میں نہ صرف بڑا ہے بلکہ معاشری طور پر پتھر کبھی ہے، اسے اندازہ ہے کہ جیلیں انھیں غیر فرمانی مارنے مارے۔

فوجی اور ترقیاتی لحاظ سے امریکا اور جیلیں کا قابلی جائزہ لیما کافی مشکل کام ہے۔ فوجی لحاظ سے دیکھا جائے تو جیلیں کا امریکا کے کوئی مقابلہ نہیں۔ امریکا کے پاس ۲۰ گناہ زیادہ اشیٰ وار ہیں، کئی گناہ بڑی فضائی فوج ہے اور امریکا کا فدائی بجٹ بھی تین گناہ زیادہ ہے۔ امریکا کے پاس جیلیں کے پڑوس میں جاپان اور جنوبی کوریا کی صورت میں اتحادی بھی ہیں اور بھارت اور ویسٹ نام بھی مکمل اتحادیوں میں شامل ہیں، اور یہ اتحادی بہت تیزی سے اپنی فوجی صلاحیتوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ لیکن اس طرح کا کوئی اتحادی یورپ میں جیلیں کے پاس نہیں ہے۔ اس سب کے باوجود مشرقی ایشیا میں طاقت کا توازن جیلیں کی طرف بچک رہا ہے۔ آج جیلیں کے پاس اتنے بیش ایضاً عظیٰ میزائل، طیارے، بحری جہاز موجود ہیں کہ اس نے خطے میں اپنی برتری ثابت کر دی ہے۔ جیلیں میزائل فورس بحری اکالیں میں امریکی فضائی اڈوں، طیارہ بروار جہازوں کو ایسا پیغام پیش کر رہے ہیں کہ امریکا اس خطے میں اپنی بالادستی کا عومنی نہیں کر سکتا اور جیلیں کی دفاعی تینکتا لوگی میں ترقی کے ساتھ تازع کھڑا ہو گیا ہے اور دوسری طرف جیلیں کے ڈر سے جنوبی کوریا امریکا سے دفاعی میزائل سسٹم خریدنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ اس طرح جیلیں کے سارے ایڈوپنجر اس کے لیے مشکلات کا باعث بنے ہیں۔ مشرقی ایشیائی ممالک کو جیلیں کی طرف سے درپیش چلنجوں میں بچھلی ایک دہائی میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ بھی وجہ ہے کہ ایشیا کے لوگوں میں جیلیں کی طرف سے عدم تخطی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ انھیں یہ یقین ہونے لگا ہے کہ مستقبل میں اس خطے میں جیلیں غالب قوت ہو گا اس لیے انھیں پہلے سے تیاری کرنی ہو گی۔

### سب کچھ ماضی جیسا ہی ہے:

ماضی کے سو ویسے یومنیں اور آج کے جیلیں میں جیرت انگیز ممائیت پائی جاتی ہے۔ سب سے پہلے تو دونوں ریاستوں میں کیونٹ اسکتے ہیں۔ گزشتہ جاہیں برس سے جیلیں کی معاشری ترقی نے مغرب کی نظریوں سے اس حقیقت کو ہٹا دیا کہ یہ ملک کیونٹ آمریت کے ذریعہ چلایا جا رہا ہے۔ جیلیں آمریوں کے چند ایک ظالمانہ اقدامات کے علاوہ مغرب کو یہ یقین ہونے لگا کہ جیلیں بدل ازم اور جمہوریت کی طرف روایں ہے اور آج مغرب کا وہ یقین ہے کہ معاشری محسوس ہوتا ہے۔ جیلیں کیونٹ پارٹی اپنی حکمرانی کو محکم کر رہی اور اقتدار کو ہمیشہ قائم رکھنا چاہتی ہے۔ صدر ڈی نے ۱۹۴۷ء میں اعلان کیا تھا کہ

چلایا جاتا ہے۔ جیلیں سر زمین کا جاہیں فیصلہ سے زائد حصہ وہ ہے جہاں رہنے والے لوگ خود کو جیلیں نہیں سمجھتے تھے۔ اس حصے میں از مغلولی، تبت، زی جیا گ شامل ہیں۔ اگرچہ حکومت نے ان قلیبوں کو خصوصی حقوق دیے ہوئے تھے جیلیں آہستہ آہستہ وہ بھی اس قوم پرستی کی لپیٹ میں آگے کو ۹۸ فیصد جیلیں قوم کے لوگ (Han) ہی ان پر حاوی ہو گئے۔ جن لوگوں نے مراجحت کی انہیں جیلوں اور حراسی مرکز میں ڈال دیا گیا، بالکل اسی طرح جس طرح سوویت سلطنت میں اپنے حقوق کی آواز اٹھانے والوں کو جیلوں میں ڈالا جاتا تھا۔

خارجی معاملات پر نظر ڈالی جائے تو پڑوس میں موجود دنیا کی بدمعاش ریاست شمالی کوریا سے جیلیں، بھرتیں تعلقات قائم کیے ہوئے ہے، دیگر پریسیوں کے ساتھ مستقل جگہوں پر چلتے ہیں، جیسا کہ تائیوان سے، یونگ اسے اپنا ہی ایک صوبہ سمجھتا ہے۔ اس طرح کے جگہوں سے جیلیں کے لیے سفارتی اور سیاسی مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ جیلیں کے مختلف فوجی ایڈوپنجروں نے اس کے سامنے بہت سے دشمن لاکھرے کیے ہیں۔ جنوبی جیلیں سندھر میں جاپان کے ساتھ تازع کھڑا ہو گیا ہے اور دوسری طرف جیلیں کے ڈر سے جنوبی کوریا امریکا سے دفاعی میزائل سسٹم خریدنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ اس طرح جیلیں کے سارے ایڈوپنجر اس کے لیے مشکلات کا باعث بنے ہیں۔ مشرقی ایشیائی ممالک کو جیلیں کی طرف سے درپیش چلنجوں میں بچھلی ایک دہائی میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ بھی وجہ ہے کہ ایشیا کے لوگوں میں جیلیں کی طرف سے عدم تخطی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ انھیں یہ یقین ہونے لگا ہے کہ مستقبل میں اس خطے میں جیلیں غالب قوت ہو گا اس لیے انھیں پہلے سے تیاری کرنی ہو گی۔

اس تاریخ کی بنیادی وجہ جیلیں کی بے پناہ معاشری ترقی ہے۔ سو ویسے یومنیں اور اس کے درمیان جو معاشری فرق تھا، اس کا اگر آج کے دور میں جیلیں اور امریکا کے درمیان معاشری طاقت کے فرق سے مقابلہ کیا جائے تو جیلیں سو ویسے یومنیں کے مقابلے میں آگے ہے۔ اگرچہ معاشری موسیٰ رفتار بست روی کا شکار ہے لیکن جو لوگ یہ سمجھتے ہیں جاپان کی طرح جیلیں بھی معاشری بحود کا شکار ہو جائے گا، وہ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اگر جیلیں ایسا پر غیر لکھی نہ فہم میں یہ اضافہ قائم بھی رہتا ہے تو جیلیں نے اپنی داخلی مارکیٹ اتنی طاقتور کر لی ہے کہ وہ آنے والے برسوں میں اس کا مقابلہ حل آسائی سے نکال لے گا۔ اور ایشیا کا بقیہ حصہ جو کہ سر و جنگ کے آغاز پر موجود مغربی یورپ کے چہارہا یہ، اسی طرح جیلیں کے ممالک کو تو زیادہ معاشری ترقی کیے جائیں اور جیلیں کی صورت انتیا کیا جائیں۔ اگرچہ اس طرح کے اعتقادات نے ہر وہی دنیا کے ممالک کو تو زیادہ متنازع نہیں کیا، تاہم ملک کے عوام کا اپنے راجہنا ”زوی“ اور پارٹی قیادت کی پالیسی پر اعتماد میں اضافہ ہوا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ جیلیں قوم ایک بالکل نئے انداز میں اور پہلے سے کہیں زیادہ غبیط ہن کر رہی ہے۔

اس قسم کے خیالات کی اصل وجہ جیلیں قوم کے معیار زندگی میں غیر معمولی بہتری اور جیلیں قوم پرستی میں غیر معمولی اضافہ ہے۔ کیونٹ پارٹی نے جیلیں قوم کی عظمت اور ان کی راست بازی کے حوالے سے بے پناہ پر دیگنڈا کیا ہے۔ بھی وجہ ہے کہ جیلیں عوام اپنی کامیابیوں پر نہ صرف فخر محسوس کرتے ہیں بلکہ اس ترقی کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ پارٹی یہ بھی کہتی ہے کہ یہ وہی دنیا نامیں کرا میریا ہماری پیش رفت کو فتح کرنا چاہتا ہے یا پھر وہ اس ترقی کو روک دینا چاہتا ہے۔ بالکل اسی طرح کا پروپگنڈا روس بھی کیا کرتا تھا۔

تعصب پرین اس قوم پرستی کو بھی ایک خاص نقطہ نظر دیا گیا، اس کے تحت انہیوں صدی کے وسط سے تاریخ تھائی جاتی ہے، جہاں ۱۹۴۹ء سے کیونٹ پارٹی نے اقتدار سنبھالا یا پھر تاریخ کا وہ حصہ تباہ جاتا ہے جب ہر وہی طاقتیں جیلیں پر جابر ان سلطنت قائم کیے ہوئے تھیں۔ اگرچہ تاریخ کے اس رخ میں پچھوٹھا صداقت بھی ہے لیکن کیونٹ پارٹی عوام کو یہ تھاتی ہے کہ جیلیں کو اگر بھر وہی جملوں سے کسی نے بچالا ہوا ہے تو وہ صرف اور صرف کیونٹ پارٹی ہے۔ جیسا کہ کیونٹ پارٹی کے لیے عوام کو یہ دلیل دینا مشکل تھا کہ اس ملک کے عوام ریاست کو چلانے کی اہلیت نہیں رکھتے، اس لیے یہاں امریت قائم ترقی چاہیے تو پارٹی نے یہ موقف اپنالیا کیا ایک پارٹی کی اور مركزی حکومت کا قیام ضروری ہے تاکہ ملک ہی وہی عملہ آور قتوں سے محفوظ رہے۔ لیکن اختیارات کی مرکزیت کو اس انتہائی سطح پر لے جانے کے شدید قسم کے مبالغہ برآمد ہوں گے۔ جیسا کہ کیلئے نے اس وقت سو ویسے یومنیں کے بارے میں کہا تھا کہ ”اگر کبھی سیاسی مفادات کے لیے پارٹی کو تھان پہنچایا گیا یا پھر اس کو توڑ پھوڑ کا شکار کیا گی تو روس طاقتور ترین ملک سے کمزور ترین ملک کی صورت اختیار کر لے گا اور اس قوم کی حالت بھی قابلِ حرم ہو گی۔“

جیلیں میں موجودہ قوم پرستی کا ایک پریشان کن پہلو یہ بھی ہے کہ وہاں عوام کو یہ باور کروا لیا جاتا ہے کہ جیلیں ایک ”نیشن اسٹیٹ“ ہے، لیکن درحقیقت جیلیں کو ایک سلطنت کی طرح

یہ عمل حقیقی ہے۔ سرد جنگ کی طرح دو عالمی طاقتون کے درمیان تنازع دنیا کو bipolar نہیں بنائے گا بلکہ آج کے دور میں دو عالمی طاقتون کے درمیان تنازع دیگر طاقتون کو بھی اپنی مرکزی حیثیت بنا نے میں مدد ملے گا، کیوں کہ اب نظریاتی جنگ تو ہے نہیں، ساری لاری معاشری مفادات کی ہے۔ امریکا اور چین بھتنا ایک دورے سے مقابلے باڑی کریں گے اتنا ہی دوسری طاقتون کو برتری حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ نتیجتاً جلد یاد ہیر ہو گا یہ کہ علاقائی طاقتیں وجود میں آئیں گی بلکہ وہ اپنا تسلط بھی قائم کریں گی۔

امریکا کی دنیلی صورت حال بھی سرد جنگ کے دور سے یکسر مختلف دھکائی دیتی ہے۔ امریکا کی سوسائٹی میں اس وقت بھی وور تیسیم شیخ لیکن جو تیسیم قتل اور تعصباً کی صورت حال اب امریکی سیاست میں ہے ایسی سرد جنگ کے وقت نہ تھی۔ اب ایسا بھروس ہوتا ہے کہ امریکا نے صرف اندر وطنی طور پر بلکہ بیرونی دنیا میں بھی اپنے مقاصد اور منازل سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ امریکا کا موقف اور اس کا تقدیر کا نٹری کا شکار کبھی نہیں ہوا جتنا کہر مپ انظامیہ کے دور میں ہوا ہے۔ حالت یہ ہو گئی ہے واشنگٹن کے قریبہ ترین اتحادی بھی اسے قابل اعتداد شراکت دار سمجھنے کو تیار نہیں۔ ڈولنڈ ٹرمپ کی صدارت سے پہلے ہی امریکی خارجہ پالیسی کی اشرافیہ اس بات کا اقرار تو کرتی رہتی تھی کہ خارجی معاملات میں اتفاق رائے کی شدیدی کی ہے۔ لیکن یورپ کریمی اس کی کوپورا کرنے میں کمل طور پر ناکام رہی۔ اب دنیا کے ممالک امریکی قیادت کی استعداد کے بارے میں سوال کرنے نظر آتے ہیں، جب کہ ماضی میں ممالک پر امریکی موقف اور پالیسی کو ناگزیر سمجھا جاتا تھا۔

سودہت یونین کے مقابلے میں امریکی میഷٹ چین کے ساتھ اس طرح جزوی ہوئی ہے کہ اسے الگ کرنے کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ یونیٹ میഷٹ کے بارے میں کافی علم رکھتے تھے، انہوں نے اس وقت کہا تھا کہ ”سودہت یونین کا عاشی گھیراؤ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ اس نے عالمی میഷٹ میں شامل ہونے سے اکاری ہو کر خود ہی اپنے آپ کو محروم کر لیا ہے۔“ چین اس معاطلے میں بکسر مختلف ہے کیوں کہ اس کی جمیونی ملکی یورپ اور اس میں برآمدات کا حصہ ایک تھا۔ اسے بھی زیادہ ہے۔ اور امریکا اس کا سب سے بڑا تجارتی شراکت دار ہے۔ چینی می�ٹ کو امریکی می�ٹ سے جدا کرنے کے لیے سیاست کی توازن بھی کیا جاتا ہے، کیوں کہ اس طرح کے دیگر سیاسی ہمکنند اس وقت تک کامیاب نہیں ہو

تر قی اور مقاصد کے حصول کے لیے امریکی نظام حکومت یا امریکا کو شکست دینے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔ اس کے علاوہ سوہہت یونین کی نسبت چینی معاشرے کی امریکا سے ممائنت زیادہ ہے۔ سوہہت یونین کے لوگ سو شکست معاشر پالیسیوں کو نہ صرف قبول کر سکتے تھے بلکہ وہ ان پر عمل بھی کرتے تھے، اس کے عکس چینی عوام کی کوشش یہ تو ہے کہ موجودہ دور کی مارکیٹ میں اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے جدوجہد کریں۔ عوام کی اکثریت کے لیے ”کیونزم“ صرف حکمران پارٹی کا نام ہے نہ کہ کوئی ہدف، جسے حاصل کرنا ہے۔

اگرچہ چڑی کی مرکزیت قائم کرنے کی جو کوششیں یہ نہیں عوام کی حمایت حاصل ہے لیکن خود ٹوٹی بھی اصلاحات سے پہلے والے چین کی طرف لے جانے کی حادی نہیں ہیں۔ جہاں چین عالم دنیا سے بالکل الگ تھا۔

سودہت یونین کے رہنماؤں کی طرح چین کی ایک دور میں امریکا کو اپنا دشمن سمجھتا تھا۔ یہ عوام میں تو بہت محتاط اور شاستر رہتے ہیں اور عالمی روایات کی پاسداری بھی کرتے ہیں۔ تاہم پارٹی کے اجلاسوں میں سکلے عام یہ بات کی جاتی ہے کہ امریکا چین کی ترقی کو روکنے کے لیے بیرونی دباؤ اور اندر وطنی مداخلت کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح چینی کیونٹ پارٹی اپنے عوام میں مغرب اور امریکا کے خلاف پروپیگنڈا جاری رکھتی ہے۔ یہی کام ماضی میں اسلام بھی کیا کرتا تھا چینی کیونٹ پارٹی نے لوگوں کو یہہ باور کروادیا ہے کہ امریکی ہم سے صرف اس لینفڑت کرتے ہیں کیوں کہ ہمارا تعلق چین سے ہے اور یہ امریکی ہم پر حکومت کرنا چاہتے ہیں ان کے راستے کی واحد رکاوٹ ”چینی کیونٹ پارٹی“ ہے۔

#### ماضی اور حال:

چین سوہہت یونین نہیں ہے۔ سوہہت یونین کی نظریاتی کشمکش پوری دنیا کو ایک ساتھ دیکھتی تھی، یعنی اور اسلام کے نظریات کے مطابق کیونزم کو نافذ کرنے کے لیے ضروری تھا کہ شاہانہ یورپ و کریمی اور سماں یہ داری کا خاتمه کیا جائے اور اگر پوری دنیا پر کیونزم کو غلبہ حاصل ہو گا تو یہ سوہہت یونین کی برتری قائم رہ سکے گی۔ تاہم چین کا نظریہ اس سے مختلف ہے۔ ان کے ہاں عالمی سطح پر تبدیلی کو مد نظر نہیں رکھا جاتا بلکہ چینی قوم پرستی پر ہی فوکس کیا جاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ واشنگٹن ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹ ضرور ہے لیکن وہ اپنی

سودیت یونین سے بھی زیادہ جلدی تبدیلی لاسکتا ہے۔ کیوں کہ موجودہ رقابت نہیں کوئی تہذیبی ہنگ ہے اور نہیں کوئی انسانی تصب کا مسئلہ، بلکہ Skinner اپنی کے مینے میں اس پر بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ چین کے ساتھ ہمارے تازعات کو ایسے دوڑی طاقتوں کے مابین سیاسی تازعات کے طور پر لیما چاہیے جنہیں کی ایک بڑی اقلیت اپنے ملک کو ایک ایسے ملک چاہیے جنہیں کی ایک ایسا مطلب ہرگز نہیں کہ چین کے شوروں کے طور پر دیکھنے کی خواہش مدد ہے جہاں مکمل آزادی ہو، مساوات قائم ہوں اور پڑوئی ممالک اور امریکا کے ساتھ اس کے تعلقات ابھی ہوں۔ چین کو جتنا تھا کرنے کی کوشش کی جائے گی، اتنا ہی ایسے لوگوں کی آواز تو میرت کے سندھ میں ڈھونی چلی جائے گی۔ سودیت یونین کے بارے میں کہنے نے کہا تھا کہ ”سودیت یونین کے لیے ہماری پاکی ہوئی چاہیے کہ اٹھیں ہمارے مطالبات کو تسلیم کرنے کا باعزت موقع ملے۔“

ضرورت اس بات کی ہے امریکا ایشیا کے علاوہ بھی یورپ کے جو اتحادی ہیں ان کے ساتھ تعاون و فاع کے ساتھ اپنے عروج کا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں، یہ کسی طور درست ہنیں کروں جیسی طاقت سے تعلقات بگاڑ کر اسے دنیا بھر میں بدمعاشی کرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا جائے۔ واشنگٹن کو چاہیے کہ وہ روس کو خرب کے ساتھ شراکت واری کے موقع فراہم کرے اور شرقی یوکرین میں چاری تازع کو ختم کرنے میں اس کی مدد کرے۔ اگر امریکا ایسا کرنے سے اکار رکتا ہے تو سرد جنگ کے دور کا ایک بھی نک خواب ”روس چین اتحاد“ جو کہ سرد جنگ کے دوران تو نہ ہن سکا گیں اب وہ حقیقت بن کر سامنے آ سکتا ہے۔ آج روس کے وسائل اور چین کی آبادی کا انتراج مغرب کے لیے وہ جتنی بہت سکتا ہے، جس کا سامنا اسے ہے برس قبلي تھا۔ گین نے ۱۹۵۲ء میں کہا تھا کہ ”امریکا کو جس حقیقی خطرے کا سامنا ہے، وہ یہ ہے کہ اگر یورپ اور ایشیا کے وسائل کسی ایسی سیاسی قوت کے ہاتھ میں لگ جائیں جو امریکا کے خلاف ہو۔“

کہنے کی سب سے اہم صفحت کا تعلق خارجہ پالیسی سے ہے بلکہ امریکی سیاست سے تھا۔ انہوں نے متعدد کیا تھا کہ فیصلہ سازی کی قوت میں کمی کا مظاہرہ، تفریق اور دنیا غلیقی کی قدر بڑے نظرات ہیں جن کا اس وقت امریکا کو سامنا ہے۔ گین نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا تھا کہ عوامی مقاصد کے لیے وسائل کے استعمال کے لیے کبھی بھی غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ ہے برس پہلے کے مقابلے میں آج کے

ٹیکنا لو جی کی وجہ سے اب ماضی میں اپنائی جانے والی ”گلگیراؤ“ کی پالیسی، تو ناممکن ہے، وہ بھی چین جیسے ملک میں جہاں معلومات کا بہاؤ بھی بہت تیز ہے اور جو اپنے آپ کو دنیا سے الگ تھلک ہیں نہیں رکھا چاہتا۔

اگر چاہریکا اور چین کے مابین تازع سرد جنگ کی طرز کا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ چین کے شوروں کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا جائے۔ جیسا کہ چین نے کہا تھا کہ

یورپ میں امریکا کو اپنی مداخلت اور اثر و رسوخ میں اضافہ کرنا چاہیے بالکل اسی طرح امریکا کو چاہیے کہ ایشیا کے وہ ممالک جو چین کی وجہ سے خوف کا شکار ہیں ان کے ساتھ ترمیم اپنی سطح پر تعلقات قائم کرے۔ سودیت یونین کے مقابلے کے لیے ۱۹۷۸ء میں امریکا نے ”مارشل پلان“ (جو کہ نیادی طور پر کہنے کا ہی آئینہ یا تھا) جاری کیا تھا اور اس سے اگلے ہی برس

یونیکیں کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ بالکل اسی طرح ایشیا میں بھی یورپ کے جو اتحادی ہیں ان کے ساتھ تعاون و فاع کے ساتھ ساتھ معاشریست میں بھی آگے لے کر جانا چاہیے۔ درحققت آج کی دنیا میں معاشری پہلو وے بر پہلے کی دنیا کے مقابلے میں کہنیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے اور پھر چین تو ہے بھی معاشری طاقت۔ اس لیے ”Trans-Pacific Partnership“ سے امریکی حمایت کا خاتمہ بالکل اسی طرح جس طرح کہ امریکا نیویو ہوتا ہے۔ اگرچہ چین جیسے ملک کی جانب سے ان مسائل پر بات کرنا نہایت مشکل خیز ہے، لیکن چون کہ امریکا ان مسائل پر دنیا میں قائدانہ کردار ادا کرنے میں ناکام رہا ہے تو چین نے اس ناکامی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا کو یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ جمہوری نظام کی نسبت آمرانہ نظام حکومت میں ان مسائل سے بہتر طریقے سے نہجا سکتا ہے۔

امریکی ذہنیت پر مرکوز توجہ چینی طرزیں اور طرزیں سیاست اور پھر موجودہ دنیا میں امریکی کردار اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یہ دشمنی ۱۹۴۹ء طرزی کی نہیں ہے، جس کی نیشن دنیا کہنے نے کی تھی۔ جہاں فوری جنگ کے امکانات کم ہیں، وہیں محدود تعاون کے نتیجے میں مشکلات بھی زیادہ ہیں۔ اسی طرح قوم پرستی کے نتیجے میں تازعات کا دائرہ وسیع ہونے کا نظرہ پہلے سے کہنیں زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ چین جس خطرناک

طریقے سے ایشیا میں امریکا کی پوزیشن چانے کے لیے جدوجہد کر رہا ہے اتنی تو اشالن نے بھی امریکا سے یورپ چھیننے کے لیے نہیں کی تھی۔ اگر امریکا چین سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنے اثر و رسوخ کو قائم کرنے کے لیے ایک طویل مدتی مصمود بندی کے ہوگی اور یہ مہم ترمیم اپنی ترجیحات اور طویل مدتی مخصوص بندی کے حوالے سے امریکا کی اپنی الیت کی بھی جاگئی کرے گی۔ اس میں کوئی تجسس کر بہت تیزی سے بدلتے معاشری حالات، تیزی سے ترقی کرنے والی

سکتے جب تک باقاعدہ جنگ نہ مسلط کر دی جائے، جس کے تحت چین سے کسی بھی قسم کا معاشری رابطہ ناممکن ہو جائے۔ مخصوصات میں اضافے میں اقدامات قیل مدتی فوائد تو پہنچ سکتے ہیں تاہم اگر طویل مدتی تاظر میں اسے دیکھا جائے تو چین ان اقدامات سے خود انحصار ہوتا چلا جائے گا اور ایسے اقدامات سے امریکا کے وقار کو بھی چین پہنچ رہی ہے۔ اس لیے چین سے رقابت کو ایک بہتر حکمت عملی کے ساتھ منسلکی کی ضرورت ہے اور اس پالیسی میں ایک دوسرے پر معاشری انحصار کو بھی جاری رہنا چاہیے اور اس سب کے علاوہ چینی رہنماؤں کے پاس کھینچ کے لیے کچھ ایسے عالمی پتے بھی ہیں جو کہ سودیت یونین کے پاس نہ تھے۔ سرد جنگ کے دوران سودیت یونین اندروفی طور میں طبقائی سیاست کا شکار تھا اس کے مقابلے میں چین عالمی دنیا کو ماحولیاتی تبدیلی، عدم مساوات، عالمی اتحاد اور تجارت جیسے موضوعات پر اکٹھا کرنے کی بات کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے یورپی دنیا میں اس کا ثابت تشخص اچاگر ہوتا ہے۔ اگرچہ چین جیسے ملک کی جانب سے ان مسائل پر بات کرنا نہایت مشکل خیز ہے، لیکن چون کہ امریکا ان مسائل پر دنیا میں قائدانہ کردار ادا کرنے میں ناکام رہا ہے تو چین نے اس ناکامی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا کو یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ جمہوری نظام کی نسبت آمرانہ نظام حکومت میں ان مسائل سے بہتر طریقے سے نہجا سکتا ہے۔

amerیکی ذہنیت پر مرکوز توجہ چینی طرزیں اور طرزیں سیاست اور پھر موجودہ دنیا میں امریکی کردار اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یہ دشمنی ۱۹۴۹ء طرزی کی نہیں ہے، جس کی نیشن دنیا کہنے نے کی تھی۔ جہاں فوری جنگ کے امکانات کم ہیں، وہیں محدود تعاون کے نتیجے میں مشکلات بھی زیادہ ہیں۔ اسی طرح قوم پرستی کے نتیجے میں تازعات کا دائرہ وسیع ہونے کا نظرہ پہلے سے کہنیں زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ چین جس خطرناک طریقے سے ایشیا میں امریکا کی پوزیشن چانے کے لیے جدوجہد کر رہا ہے اتنی تو اشالن نے بھی امریکا سے یورپ چھیننے کے لیے نہیں کی تھی۔ اگر امریکا چین سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنے اثر و رسوخ کو قائم کرنے کے لیے ایک طویل مدتی مصمود بندی کے ہوگی اور یہ مہم ترمیم اپنی ترجیحات اور طویل مدتی مخصوص بندی کے حوالے سے امریکا کی اپنی الیت کی بھی جاگئی کرے گی۔ اس میں کوئی تجسس کر بہت تیزی سے بدلتے معاشری حالات، تیزی سے ترقی کرنے والی

# ”عرب اسپرنگ“ کا کیا بنا؟

Jean Marc Mojon

خیال رائج ہو چکا تھا کہ اب کوئی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی اور یہ کہ آمریت ہی ان کا مقدر ہے۔ مطلق العنان حکمرانی نے ان کے دل و دماغ اداف کر دیے تھے۔ جب عرب دنیا میں بیداری کی ہر دوڑی تو یا حساس بھی پوری شدت کے ساتھ ابراک مطلق العنان حکمران دس فٹ کا قد تھیں رکھتے یعنی عام انسانوں ہی کی طرح ہیں اور کوئی بھی بڑی تبدیلی تھی بناًی جاسکتی ہے۔

مصنفوں لیما منذر کو اچھی طرح یاد ہے، جب بیداری کی ہر دوڑی تو ابتدائی دنوں میں یہ تصور شکست و ریخت سے دوچار ہوا کہ عرب دنیا میں اب کوئی بڑی تبدیلی رونما نہیں ہو سکتی۔ یہ تصور پایا جاتا تھا کہ تم عرب کاٹل اور جبر کے خلاف کھڑے ہونے سے بیڑا ہیں اور یہ کہ تم نے شخصی حکومتوں کو مقدر کیجھ کروں کر لیا ہے کہ اس میں بغایدی خطا ہماری ہی ہے، تم ہیں ہیں اس قابل کہ تم پر امر حکومت کریں۔

۱۱ فروری ۲۰۰۴ء کو وہ ہوا جس کے بارعے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ جی ہاں، مصر کے مطلق العنان حکمران حصی مبارک نے مستحقی ہونے کا اعلان کیا۔ لیما منذر کو یاد ہے کہ جس رات حصی مبارک نے اقتدار چھوڑا وہ روتی رہیں۔ انہیں یقین ہی نہیں آیا کہ مصر کے لوگ اتنے بہادر بھی ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد شام میں بھی تبدیلی کی ہر اٹھی۔ لوگوں نے بشار الاسد کے اقتدار کے خلاف جدوجہد شروع کی۔

انتہول میں قتل کیے جانے سے ۲ ماہ قبل سعودی عرب کے مخفف مصنف جمال خانجی نے لکھا کہ ”عرب دنیا میں بیداری کی جو لہر اٹھی اس نے ثابت کر دیا کہ عرب دنیا اور جمہوریت میں بھی تال میل ہو سکتا ہے۔ ایک زمانے سے یہ کہا جا رہا تھا کہ عرب دنیا میں جمہوریت آئی نہیں سکتی۔ عوامی بیداری کی ہر نے ثابت کیا کہ یہ سوچ غلط ہے۔“

مصر میں حصی مبارک اور تیونس میں زین العابدین بن علی کے بعد لیبیا میں معمر قذافی، بحیرہ میں علی عبداللہ صالح اور گرشنہر رسودان میں عمر البشیر کے اقتدار کا خاتمه ہوا۔ یہ سب کچھ عوام کے بیدار ہونے پر ممکن ہوا کہ

ان پانچ ہمروں نے مل کر مجموعی طور پر ۱۹۷۲ء سال حکومت کی۔ تم یمن کے ایک ہو جانے سے قبل شامی یمن پر علی عبداللہ صالح کے بارہ سالہ اقتدار کو اس میں شامل نہیں کر دیا۔ زین العابدین بن علی نے ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۷ء تک، حصی مبارک نے علی عبداللہ صالح نے ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۰ء تک اور عمر البشیر نے

۱۹۸۹ء سے ۲۰۱۹ء تک حکومت کی۔

Noah Feldman نے ”عرب فنز“ کے

ہر سال کیے جانے پر نگاہ کر گزر کے دفتر کے سامنے پڑوں چھڑک کر خود سوزی کی۔ تیونس یا خطہ میں خود سوزی کرنے والا محمد بو عزیزی تو پہلا شخص نہیں تھا مگر اس کی موت نے ایسی آگ لگائی جس کا اثر دیکھتے ہی دیکھتے وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ سرکاری میڈیا پر خخت پاندہ بیوں کے باعث اس کی کہانی پھیلی بھی نہیں تھی مگر بھر بھی بات لوگوں تک پہنچ گئی۔ خود کو آگ لکانے والا بوجعیز ۲۷ جولائی ۲۰۰۴ء کو جل بسا۔ تک تک احتجاج کا وائزہ ملک گیر ہو چکا تھا۔ زین العابدین بن علی کا ۲۳ سالہ اقتدار بالآخر ختم ہوا۔ ۲۶ دن بعد تیونس کے صدر زین العابدین بن علی کو سعودی عرب فرار ہوا۔ اور اس کے بعد مصر، لیبیا اور یمن میں بھی احتجاج شروع ہو گیا، لوگ مزکوں پر آگ لے۔

مصر میں غیر معمولی احتجاجی بھر کھائی دی۔ مصر کا دار الحکومت قاہرہ خطے کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اس شہر میں لاکھوں افراد نے گھروں سے نکل کر تحریر اسکواڑ کا رخ کیا اور بیانی جبرا کا سامنا کرتے ہوئے احتجاج جاری رکھا۔ تین سال سے اقتدار پر قابض حصی مبارک نے چاہا کہ مظاہرین کو خفتی سے بچ لے دیا جائے۔ تحریر اسکواڑ کے اروگر دونوں کے وہ دستے بھیج گئے جو خطرناک ترین صورت حال کو نکلنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ حکومت کے خلاف احتجاج کرنے والوں سے شمشنے کے معاملے میں خصوصی دستون نے ہدایات کی روشنی میں، خاصی سفا کی دکھائی۔ غیر انسانی سلوک روا رکھا گیا مگر اس کے باوجود لوگوں نے ہمت نہ ہاری اور حصی مبارک کو اقتدار سے الگ کرنے کے حوالے سے کاوش جاری رکھی۔ جو کچھ قاہرہ سمیت پورے مصر میں دکھائی دیا اس نے خطے ہی کوئی بلکہ دور افراہہ ممالک میں بھی آمریت کے خلاف احتجاج کو ہوا دی۔

مصر کے لوگوں نے جو کچھ کیا اس نے تاریخ قم کی۔ خطے میں چند امر شروعوں سے اقتدار سے چھٹے ہوئے تھے۔ مصر میں شروع ہونے والی احتجاجی تحریک نے پورے خطے میں عوام کو ظلم کے خلاف کھڑا ہونے کا حوصلہ بخشا۔ مصر میں جو کچھ ہو رہا تھا وہ دیکھتے خلتے کے متعدد ممالک میں ہونے لگا۔ مصر کے سینئر صحافی احمد السیف نے برطانوی اخبار ”دی گارجین“ میں لکھا کہ ”لوگ نظام حکومت کی تبدیلی کے لیے میدان میں آگے ہیں اور اب وہ اپنی بات منواہے بغیر گھروں کو واپس نہیں جائیں گے۔“

آمروں کے طویل اقتدار سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ

ہی سال قل عرب دنیا میں عوامی بیداری کی ایک ایسی ہلہ (عرب اسپرنگ) اٹھی جس نے بہت کچھ اثر، پلٹ کر رکھ دیا۔ عوامی بیداری کی اس ہلہ نے فتح امیروں کو حجم دیا اور یوں بہت کچھ بدل گیا۔ وہ سال قل عوامی سطح پر ابھر نے والی جذبات کی اس ہلہ نے بعض ایسی حکومتوں کو ختم کر دیا، جن کے خاتمے کی کوئی راہ دکھائی نہیں تھی اور اور پھر عوامی بیداری کی اس ہلہ کے طبق سے ایک ایسی تحریک نے بھی ختم لیا جس نے غافت کے احیا کا بیڑا اٹھایا۔ یوں شرق و سطح نے ایکسویں صدی کے دوسرے عشرے میں ایسے واقعات کے ساتھ قدم رکھا جن پر بظاہر کسی کا کوئی اختیار نہ تھا۔ عوامی بیداری کی اس ہلہ نے بعض ایسے واقعات کو ختم دیا جن کے دور میں اثرات مرتب ہونے تھے اور ہوئے تھے، تاہم مشکل یہ ہے کہ عرب دنیا میں عوامی سطح پر بیداری کی ہلہ کے اٹھنے سے جن تبدیلیوں کا خواب دیکھا گیا تھا وہ اپنے تشرمندہ تحریر ہونے کی منزل سے بہت دور ہے۔ مصر، تیونس، لیبیا اور یمن میں بیداری کی ہلہ نے غیر معمولی تبدیلیوں کو وہا دی جو عموم میں غیر معمولی جوش و خروش تھا ایسے مصلحتات کا عمل مکمل ہو گا تو ان ممالک کی تقدیر بدل جائے گی۔ افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔ آمریت کا ایک دور ختم ہوا تو دوسرا شروع ہوایا پھر خرایپوں نے ان ممالک کا رخ کر لیا۔ یمن، لیبیا اور شام میں خانہ ٹکلی چھڑ گئی۔ یہ سلسلہ بہت حد تک اب بھی برقرار ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ عرب دنیا میں عوامی بیداری کی جو لہر اٹھی تھی وہ راتوں رات ختم ہو گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آٹھ سال بعد لبنان، سوڈان، الجزاير اور عراق میں بھی عوامی بیداری کی لہر اٹھی اور بہت سے معاملات کو پلٹ کر رکھ دیا۔ لبنان کی مصنفوں اور مترجم لیما منذر کا خاندان لبنان اور شام میں ختم ہے۔ اُس کا کہنا ہے کہ بہت سے معاملات اس قدر تبدیل ہو چکے ہیں کہ آسانی سے شناخت نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بات تو اب تاریخ ہو چکی ہے کہ عوام چاہیے تو طویل مدت سے اقتدار پر قابض کسی بھی آمر کے خلاف کامیاب تحریک چال سکتے ہیں۔ سوال صرف ہمت سے کام لینے کا ہے۔ عرب بھار کی ابتداء کے ائمہ ۱۹۷۰ء کو تیونس کے شہر سیدی بوزید سے ہوئی، جب ایک شخص نے پولیس کی طرف سے

کی صورت حال میں انہوں نے کوئی مقابلہ علاش کرنے اور اس کی مدد کرنے میں خاطر خواہ دلچسپی نہیں۔ اس کا تجھی یہ ہے آمد ہوا ہے کہ عرب دنیا میں آخرانہ طرز حکومت کے خلاف اٹھنے والی لہر اب بیٹھ چکی ہے۔ شام تباہ ہو چکا ہے۔ یہی حال یمن اور لیبیا کا سمجھی ہے۔ مصر میں خرابی نیادہ نہ پھیل سکی۔ تونس بھی بہت حد تک درست حال ہی میں ہے۔ شام میں خرابی اس حد تک پھیل کر لاکھوں افراد و گمراہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ یمن میں آج بھی لاکھوں بچوں کو فدا کی شدید قلت کا سامنا ہے۔ لیبیا کی سر زمین ہنگوگروہوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔

کیا سب کچھ ختم ہو چکا ہے؟ عوام انتسابی سوچ سے بیزار اور تائب ہو چکے ہیں؟ ایسا نہیں ہے۔ عرب تحریر کاروں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ لوگ بالکل مایوس نہیں ہوئے۔ وہ اب بھی تبدیلی کے حق میں ہیں۔ یہاں اری کی لہر نے دم نہیں توڑا۔ لوگ اب بھی اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرنے پر یقین رکھتے ہیں اور ایسا کہ بھی رہے ہیں۔ معاملات کی شفافیت اور جمہوریت کے اصول پر مبنی اصلاحات کے لیے سوڈان، الجزاير، عراق اور لبنان میں مظاہروں کی نئی لہر شروع ہو چکی ہے۔ لندن کے اسکول اور اریجنل ایڈن افریقہن اسٹڈیز کے پروفیسر عرشین اویب مقدم کہتے ہیں کہ اصلاحات اور جمہوریت کے بنیادی مطالبات نے اب تک دم نہیں توڑا۔ اگر یہ مطالبات پورے نہ ہوئے تو ایک ہار پھر یہاں اری کی لہر پوری عرب دنیا میں پھیلے گی اور انتساب کے نزدے بلند ہوں گے۔ اگر کوئی ریاست اس بنیادی حقیقت کو سمجھنے میں ناکام رہتی ہے تو اسے بہت کچھ جھیلنا اور بالآخر عوام کے مطالبات کے آگے بھکنا پڑے گا۔ علاء الاصواتی مصر کے معرفتیں تازوں ناول نگار ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انتسابی سوچ کو گلے گا کہ اس کی سے محبت کرنے جیا عمل ہے۔ انتسابی سوچ سے انسان بہتر ہوتا چلا جاتا ہے۔

عرب دنیا میں تونس واحد مثال ہے، تونس کے ”بیسمیں رویویٹشن“ کی مثال دے کر سمجھایا جاتا ہے کہ کس طور انتساب کو کامیابی سے ہم کتنا کاری کیا جاسکتا ہے۔ تونس میں قتل و غارت روکنے پر توجہ دی گئی۔ سیاست دان اور عوام نے مل کر ملک و قوم کو تقسیم کرنے والے معاملات کی راہ میں دیوار کھڑی کی۔ البھہ پارٹی نے انتسابی رائے کی حکومت یعنی بجائے کی بھرپور کوشش کی اور اس کو کوشش میں کامیاب بھی رہی۔ برداری اور چل پسندی نے تونس کو صراحتاً شام کی طرح بر بادی کی طرف جانے سے روکا۔ (ترجمہ محمد احمد خان)

"From hope to agony, what's left of the Arab Spring?" (AFP). November 24, 2020)

دیا۔ اس کے نتیجے میں ملک کے حصے بجزے ہو گئے۔ یمن فرقہ وار اسے غیاد پر بیدا ہونے والے تاریخ کی دلدل میں جاگرا۔ شام وہ ملک ہے جہاں عرب دنیا میں اٹھنے والی بیداری کی لہر کی موت کو بیان کیا ہے۔ یہ ایک بڑا لیے ہے۔

عرب دنیا کے لوگ بیدار تو ہوئے اور مطلق العنان حکومتیں ختم بھی کیں مگر اس سے جو خلاصہ ہوا وہ بہتر انداز سے پور نہ کیا جاسکا، اور اس کے نتیجے میں ایک بار پھر خرابیاں بیدا ہوئیں اور جمہوریت کے بجائے پھر مطلق العنان حکومتیں قائم ہو گئیں۔ مصر میں حسنی مبارک کا اقتدار ختم ہوا تو انتخابات بھی ہوئے اور اخوان المسلمون کو اقتدار ملا مگر صرف ایک سال بعد اس اقتدار کی بساط پیٹ دی گئی اور اس کے بعد پولیس نے ایک بار پھر پورے ملک میں انتسابی سوچ کا گاہ گھوٹا شروع کیا۔ صدر مریزی کے تحت صرف ایک سال گزارنے کے بعد وزیر دفاع جزر عبد الفتاح لیسی نے بغاوت کی اور اخوان المسلمون کی حکومت کا تختہ اٹھ کر اقتدار پر قبضہ کیا اور صدر محمد مریزی کو معزول کر کے جیل میں ڈال دیا۔ ریاضہ منٹ کے بعد بھی عبد الفتاح لیسی اقتدار میں ہے اور اس کا طرز حکومت حسنی مبارک کے دور کی سفا کی سے بڑھ کر ہے۔

ایک بڑی مشکل یہ بھی ہوئی کہ مصر میں حسنی مبارک کے آخرانہ اقتدار کے خلاف تحریک چلانے والوں میں اختلافات نے جنم لیا۔ مصر میں پولیس اور دیگر ریاستی اداروں کا جبر ختم ہوا نہ افاس کا گراف نیچے لایا جاسکا۔ عوام کی مشکلات کم نہ ہوئیں۔ حق تو یہ ہے کہ اس وقت مصر میں افاس ریکارڈنگ پر ہے۔ نیشنل اس اس قدر مایوس اور بیزار ہے کہ وہ بہتر مستقبل کے لیے مصر کی حدود سے نکلنے کا تجھ دینے پر مجبور ہے۔

بھریں خلیج فارس کے خطے کی واحد ریاست ہے، جہاں عوامی سطح پر مظاہرے ہوئے۔ ان مظاہروں کو کپل دیا گیا اور یہ سب کچھ محس اس لیے ہوا کہ سعودی عرب ایسا چاہتا تھا۔ سعودی عرب میں بھی ریاستی مشیزی نے عوامی سطح پر کسی بھی نویعت کے احتجاج کی راہ مسدود کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ الجبراں میں بھی عوام اٹھے مگر انہیں دیوچ لیا گیا۔ مرکاش میں عوام کے احتجاج کو چند اصلاحات اور عدالت کے ذریعے چند رخت اقدامات کی مدد سے کچل دیا گیا۔

لیبیا میں معاملہ جھوڑا مختلف تھا۔ سمرقند انی کے ۲۰۱۷ء میں اقتدار سنجال کرم خرب کو یقین دلایا کہ وہ مسلم انتہا پسندی کو ختم کر کے دم لیں گے۔ یہ مطلق العنان حکمرانوں کو دوبارہ مضبوط ہوئے کاموں مل گیا۔ عرب دنیا میں آمروں کے خلاف تحریک اٹھی تو مغرب نے آمروں کی حمایت تذکرہ کر دی مگر بعد

# بھارتی کسانوں کا احتجاج

بھارتی صوبے بخاپ کے کسان تبدیلی تو چاہتے ہیں اور اس کے خواب بھی دیکھتے ہیں، مگر ساتھ ہی ساتھ وہ اس بات سے بھی خوفزدہ رہتے ہیں کہ زراعت میں رومنا ہونے والی

تبدیلیوں سے ان کی ترقی اور خوشحالی برقرار نہ رکھے گی۔ وہ اچھی طرف جانستے ہیں کہ کبھی زراعت کا خاتمہ ہو گا۔ اور یہ سوچنا بھی غیر منطقی نہیں کہ وہ وقت شاید اب آئی چکا ہے۔ صیحت یہ ہے کہ ایک طرف تو معیشت پر بیٹھنی کی حالت میں ہے اور دوسری طرف ملک بھر میں کرونا وائرس کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ بھارت کے وزیر اعظم نریندر مودی نے کسانوں سے وعدہ کیا تھا کہ پانچ سال میں ان کی آمدنی دیکھی جائے گی۔

جب کسانوں کا احتجاج شروع ہوا تب مودی کا بینہ کے لفظ ارکان نے کسانوں کو بر ملا حق قرار دے کر معاملات کو ہری بگاڑ دیا۔ مودی کے رفتائے کارنے یہاں تک کہ کسانوں کو قوم کے ڈسنس بازو کے لوگوں نے درغایا ہے۔ احتجاج کرنے والوں میں اکثر بیت چونکہ سکھوں کی تھی اس لیے مذید یا کے دریعے پتائی دینے کی کوشش بھی کی گئی کہ احتجاج کرنے والوں میں علیحدگی پسند اور دوست گرد بھی شامل ہیں!

معاملات ہاتھ سے لٹکتے دیکھ کر مودی سرکار نے چند ایک معمولی سی رعایتوں کا اعلان کیا ہے مگر اس اعلان سے اب تک کچھ فائدہ نہیں پہنچا۔ مودی سرکار اگر اس بجزان کو حجڑی بہت عزت کے ساتھ ختم کرنا چاہتی ہے تو ایک ہی راستہ ہے۔ یہ کہ کسان جن قوانین کے خلاف ہو رچ گائے بیٹھے ہیں ان کا ناقلوں کی طور پر روک دیا جائے۔

بھارت میں پہلے بھی بڑے پیاسے پر احتجاجی تحریکیں چلتی اور دم توڑتی رہی ہیں۔ گزشتہ برس شہریت کے تنازع قوانین کے خلاف بھی ملک بھر میں احتجاج کی اہمیتی تھی، مگر کرونا وائرس کی وبا نے ہماری بانی کی آکار اس تحریک کو ختم کیا اور مودی سرکار کو مکون کا سانس لینے کا موقع فراہم کیا۔

وہی کام حاضرہ ختم ہو رہا ہے مگر بھارت کے حکمرانوں کو سیکھتا ہو گا کہ اس متنوع اور بُشُور ملک میں پورے ملک کے باشندوں کے لیے کسان نویت کے قوانین ناذنہ نہیں کیے جاسکتے۔ اور یہ بھی کہ لوگوں کے دل جیتے بغیر کوئی قانون بنایا تو جاسکتا ہے، ناذنہ نہیں کیا جاسکتا۔ (ترجمہ: محمد احمد خان)

"India's government is undermining its own agricultural reforms".

(The Economist". Dec. 16, 2020)

بھارت بھر میں کسانوں نے ضلعوں کے توعی پر توجہ دی ہے۔ حکومت پر ان کا انعام حاصل رہا ہے۔ وہی کے شمال اور مغرب سے تعلق رکھنے والے اناج اگانے والے علاقوں کے کسان

حکومت کی طرف سے فراہم کیے جانے والے زراعت کے عادی ہو چکے ہیں۔ ایک طرف زمین سے پانی نکالنے کا عمل جاری ہے اور دوسری طرف ملک بھر میں کرونا وائرس کی وبا پھیلی ہوئی ہے اور احتجاج کے طریقوں سے اہل وطن کو اپنی پریشانی اور بدحواسی دکھانے کی کوشش کی۔ احتجاج کرنے والے کسانوں نے کھوپڑیاں بھی دکھائیں جو حالات سے متعلق آکر خود کشی کرنے والے ان کے بھائیوں کی تھیں۔ احتجاج کرنے والوں نے ۲۵ مارچ ڈالر سے زائد فوڈ سیکورٹی تیکنی ہنانے پر ضرر کیے جا چکے ہیں۔ ان دونوں ریاستوں میں اس قدر رانج اگایا جاتا ہے کہ بھارت کے برآمد کنندگان کی بھی دوسرے ملک کے مقابلے میں زیادہ چاول برآمد کرتے ہیں۔ حکومت اپنے ہی ۸۱ اکتوبر کرروڑ شہریوں کو کم رخنوں پر چاول پختی ہے۔ جوں تک حکومت نے ۹ کرروڑ لاکھن اناج جمع کیا تھا۔

زراعت کی پالیسی زیادہ دیر تک کارگر نہیں رہ سکتی۔ خطرات سے پاک زرعی نظام ان کسانوں کے لیے کسی حد تک لوت کی ٹھکل اختیار کر چکا ہے، جو ہر حال میں بہت زیادہ منافع کمانے پر بیقین رکھتے ہیں۔ ۱۹۷۰ء کے عشرے میں پنجاب کی زرعی زمین نصف چاول اور گندم کی کاشت کے لیے خص تھی۔ اب ان دونوں ریاستوں میں کم و بیش ۸۰ فیصد رقبہ ان دونوں ضلعوں کے لیے وقف ہو چکا ہے۔ کسی بھی دوسری لوت کی طرح اس لوت کے نمرے متاثر بھی نہیں رہ سکتی۔

یہ اور پھر چاول کی فصل کا کچرا جلانے سے زمین بھی خراب ہوتی ہے اور فضائی آلودہ ہوتی ہے۔ بہت سے کسان بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ ریاستی سطح کے سو شلزم اور نلت کے دور (۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۰ء کی دہائی) کے قوانین کو تبدیل کر کے ہی عالمی مارکیٹس کے اس دور میں بھارتی زراعت کو اپ ڈھٹ کر کے زیادہ کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ مودی کی اصلاحات کا عمومی سطح پر خیر مقدم کیا ہے۔

زرعی اور معاشی امور کے ماہرین نے حکومت کی متعارف کرائی ہوئی اصلاحات کا عمومی سطح پر خیر مقدم کیا ہے۔ بہت سے کسان بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ ریاستی سطح کے

سو شلزم اور نلت کے دور (۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۰ء کی دہائی) کے قوانین کو تبدیل کر کے ہی عالمی مارکیٹس کے اس دور میں بھارتی زراعت کو اپ ڈھٹ کر کے زیادہ کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ مودی کی اصلاحات سے سرکاری کٹزوں والی حکومت مارکیٹ کی اجادہ داری پر ضرب لگنے والی ہے۔ ان اصلاحات سے ذخیرہ اندوزوں کی حوصلہ ٹھکنی ہو گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کسانوں اور ان کی بیویوں اور مددگار سے مستفید ہونے والوں کے درمیان رابطے بڑھیں گے۔ ماہرین باسی قوانین اور باسی اداروں کو شدید تقدیم کا نشانہ بناتے آئے ہیں۔



# اسراہیل سوڈان تعلقات - فلسطینیوں کی مشکلات

لیکن دوسری طرف یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی کہ سوڈان کے ساتھ تعلقات بحال ہونے کا مطلب حماس کو اسلحے کی تسلیم کا مکمل رک جانا ہے۔ ایران جو کہ اس مراجحتی تحریک کو اسلحہ فراہم کرتا ہے، سوڈان کی رکاوٹ کے بعد اس تسلیم کو چاری رکھنے کے لیے دیگر ایں تلاش کرے گا۔ کیوں کہ ایران کے پاس غزہ تک اسلحے کی فراہمی کے لیے دیگر کمی مسند ری اور زمینی رابطوں کے حوالے سے وضاحت پڑے ہے۔

غزہ کو اسلحے کی تسلیم روکنا گزوئی شکنی بر سوں سے اسرائیل کی سکیورٹی ترجیحات میں شامل رہا ہے۔ مارچ ۲۰۱۳ء میں اسرائیلی بھرپور نے سوڈان اور اریتیہ پا کے درمیان میں اسرائیلی پانیوں میں ایک کششی پکڑی جس میں ایرانی ساختہ خودکار اسلحے کی ایک بڑی تکمیل موجود تھی۔ اس اسلحے میں ۱۰۰ کلو میٹر تک مار کرنے والے میزائل بھی شامل تھے۔ دسمبر ۲۰۱۲ء میں اسرائیل نے الزام لگایا کہ سوڈان نے حماس کو ایرانی اسلحے کی تسلیم کے لیے اپنی بندرگاہ استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ اسی طرح ۲۰۱۰ء میں مصری فوج نے سوڈانی سرحدوں پر اپنی نفری میں اضافہ کیا تھا تاکہ اسلحے کی اسمگنگ روکی جاسکے۔ جنوری ۲۰۰۹ء میں اسرائیلی فضائیہ نے کاٹکوں کے ایک قافلے کو سوڈان میں نشانہ بنایا تھا، جو کہ ایران سے اسلحے لے کر غزہ کی طرف جا رہا تھا۔

حماس کو ۲۰۱۲ء میں ہی اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ ایران سے غزہ اسلحے کی فراہمی کے لیے اب سوڈانی راستے استعمال نہیں ہو سکے گا۔ جب سوڈان نے تہران سے تعلقات ختم کر دیے اور حماس کی زیر نگرانی علاقے غزہ کو اسلحے کی اسمگنگ بھی روکا دی تو اسرائیل نے امریکا پر یورپی ممالک سے کہہ کر سوڈان سے اپنے تعلقات کو بہتر بنانے کا مطالبہ کیا۔ پہلیا جا رہا ہے کہ سوڈان کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کے عمل کی قیادت اسرائیلی نہیں بلکہ ہوساد کے سرمدرا یوں کوہن کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فلسطینیوں کی سوڈانی شہریت منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا گیا، جس کا براہ راست تعلق سکیورٹی سے ہے۔ حماس نے سوڈان اسرائیل تعلقات کو مسترد کر دیا ہے۔ اب ان حالات میں سوڈان کا سہارا ختم ہو جانے کے بعد حماس کو اسلحے کی فراہمی کے لیے دیگر راستے تلاش کرنا ہوں گے۔

(ترجمہ: حافظ محمد نوروز)

"Israeli normalisation prompts Sudan to revoke citizenship of Palestinians".

([middleeastmonitor.com](http://middleeastmonitor.com)). December 22, 2020)

حیثیت رکھتا ہے کیوں کہ جو کہولیات انہیں یہاں حاصل ہیں وہ کسی عرب ملک میں نہیں۔

سوڈانی شہریت منسوخ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، جس میں سے اکثریت فلسطینیوں کی ہے۔ حکومت کے اس اعلان نے سب کو جبرت میں ڈال دیا ہے۔ حماس کے سیاسی پوروں سے سابق افراد کی سوڈانی شہریت کے خاتمے کی راہ ہموار ہو گئی ہے، قطع نظر اس بات کوہ ان شرائط پر پورا تر تھے ہیں یا نہیں۔ جب راشد الغنوشی کے نام بھی ان افراد کی فہرست میں شامل ہیں۔

گزوئی کا گلگلیں نے سوڈان کو ان ممالک کی فہرست سے نکالنے کا اعلان کیا تھا، جو دہشت گردوں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ اس سے قبل خروم نے اسرائیل کے ساتھ تعلقات تامم کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ان سب اقدامات کے بعد ہی فوجی حکومت کی جانب سے ۳۵۰۰ لوگوں کی شہریت منسوخ کرنے کا اعلان سامنے آیا ہے۔ اسرائیل کے ساتھ تعلقات معمول پر آنے کے بعد کے سوڈان کے حوالے سے سوالات جنم لے رہے ہیں۔ اگرچہ سوڈانی حکومت ان تاہم ۲۰۰۰ سے بھی کم ایسے ہوں گے جنہوں نے یہ شہریت تمام قانونی کاغذات مکمل کرنے کے بعد حاصل کی ہو گی۔ لگتا ایسا ہے کہ صدر عمر العابدیر کے دور میں جن فلسطینیوں کو شہریت دی گئی وہ منسوخ کر دی جائے گی۔ اسی طرح سوڈان میں رہنے والے فلسطینی اس بات سے بھی خوف کا شکار ہیں کہ ان اقدامات سے غیر سرکاری سٹک پر جو مادا طبلہ اور ضرورت مندرجہ فلسطینیوں کو قانونی سلسلہ برقرار رکھنے کے لیے دی جاتی تھیں اس پر بھی پابندی نہ لگادی جائے۔

فوجی کوئی کوئی نہیں کہیا کہ ان فلسطینیوں کے متأخر فلسطینیوں کے لیے تباہ کن ہوں گے۔ وہ فلسطینی جنہوں نے بغیر قانونی کاغذات کے سوڈانی شہریت حاصل کی ہوئی ہے، وہ شہریت منسوخ ہونے کے بعد غیر قانونی تصور کیے جائیں گے اور انہیں ملک بدری کا کاغذات فراہم نہیں کر پائیں گے اور یہ ان کی شہریت کی منسوخی کو جہد بنا کی جائے گی۔ اس طرح کے فیصلوں سے سوڈان میں مقیم فلسطینی برادری میں اضطراب بیدا ہو گیا ہے۔ وہ اس نیک میں ہیں کہ آیا یہ فیصلہ انتظامی بندیوں پر کیا گیا ہے یا پھر اس فیصلے کے پیچے سیاسی وجوہات ہیں، اگر یہ سیاسی فیصلہ ہوا تو اس بات کا امکان ہے کہ سوڈان سے تمام فلسطینیوں کو ملک بدر کر دیا جائے۔ یہ بات یاد رہنے کے سوڈان فلسطینیوں کے لیے بقیہ عرب ممالک کی نسبت جنت کی

کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ ان فلسطینیوں کو ۲۰۱۷ء میں صدر عمر العابدیر نے ایک شاہی فرمان کے ذریعہ شہریت دی تھی۔ چند مთاڑہ افراد نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ "ان میں سے بیشتر لوگ ملک سے باہر رہتے ہیں، اس لیے وہ ضروری کاغذات فراہم نہیں کر پائیں گے اور یہ ان کی شہریت کی منسوخی کو جہد بنا کی جائے گی۔ اس طرح کے فیصلوں سے سوڈان میں مقیم فلسطینی برادری میں اضطراب بیدا ہو گیا ہے۔ وہ اس نیک میں ہیں کہ آیا یہ فیصلہ انتظامی بندیوں پر کیا گیا ہے یا پھر اس فیصلے کے پیچے سیاسی وجوہات ہیں، اگر یہ سیاسی فیصلہ ہوا تو اس بات کا امکان ہے کہ سوڈان سے تمام فلسطینیوں کو ملک بدر کر دیا جائے۔ یہ بات یاد رہنے کے سوڈان فلسطینیوں کے لیے بقیہ عرب ممالک کی نسبت جنت کی

”دی گریٹ ری سیٹ“ کا غلغله

تہذیبی کے لیے خصوصی مالیاتی ادارے قائم کیے جا سکتے ہیں۔  
وی ورثہ اکنامیک فورم کہتا ہے کہ لوگوں کو جس چیز کی ضرورت  
ہوا کرے گی انہیں کرائے پر پل جائے گی۔ اس کا مطلب یہ  
ہے کہ انہیں اپنی ملکیت میں کچھ بھی رکھنے کی ضرورت نہیں۔

اور یہ سب کچھ ”پائیدار صرف“ اور سیارے یعنی زمین کو پچانے کے نام پر ہوگا۔ چند با ارش خصیات پر مشتمل اشرافیہ پوری دنیا کے وسائل پر قابل و متصرف ہوگی۔ اس وقت دنیا بھر میں کروڑوں افراد کو ضرورت سے زیادہ سمجھ لیا گیا ہے اور ان سے روزگار جیھنا جا رہا ہے۔ ہماری تمام تجارتی اور مالیاتی ٹبلنگز آن لائن ہوں گی یعنی اچھی طرح ماٹریکس کیا جائے گا کہ ہم کیا حاصل کر رہے ہیں اور کیا خرچ یا صرف کر رہے ہیں۔

جو کچھ انفارادی سطح پر ہو گا وہی کچھ اجتماعی یا ملکی سطح پر بھی ہو گا۔ لاک ڈاؤن اور دیگر پابندیوں کے باعث جو مالک شدید محاذی مشکلات سے دوچار ہو کر معاشری توازن کھو چکیں گے ان کی ”مد“ کی جائے گی۔ یہ مد اس شرط پر ہو گی کہ نیو برلن اصلاحات نافذ کی جائیں گی، ہر کاری شبیجے کی خدمات کا وارث چھوٹا کر دیا جائے گا۔

۴۰ رپریل کو وال اسٹریٹ جول نے ایک خبر شائع کی، جس کے مطابق آئیں ایف اور عالمی بینک سے درجنوں پس مانندہ اور ترقی پذیر ممالک نے فوری امداد کی اپیل کی ہے اور ممالک آؤٹ بیکنگ مانگے ہیں۔ جو کچھ مانگا جا رہا ہے اس کی مجموعی مالیت ۱۲۰۰ ارب ڈالر سے زیادہ ہے۔ امداد دینے کے عوض بل گیٹس اور اسی حیثیت کی وگیر شخصیات اور اداروں کو کمزور ممالک کی قومی پالیسیوں پر مرید تصرف حاصل ہو جائے گا اور وہ مکمل کرائی بنا تک منواہیں گے۔

**شناخت اور مفہوم و مقصدِ حیات**  
ایک بڑا سوال یہ ہے کہ انفرادی اور سماجی شناخت کا کیا  
ہے۔ گا۔ کیا انسان کو بورے و جو دکوں وال تحرارت میری تھدیں

معمولی حد تک مدد غنی کا کئی جائے، دوسرا سازی اور ہائی ٹیک کے  
دارے زیادہ سے زیادہ پروان چڑھیں، آن لائن ادا ٹکلی کا  
لپچر پہنچتا جائے۔ بگ ڈیٹا ادا روں (یا ہو، گوگل، امیزون  
وغیرہ) اور خود رہ فروشی کے عالمگیر ادا روں کے لیے بھی پہنچے  
کی زندگی وہ زندگی اسکرکھی جائے گی۔

کورونا وائرس کی روک تھام کے نام پر لگائے جانے والے لاک ڈاؤن اور دیگر پابندیوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا کر ایک ایسی دنیا معرفی وجود میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے، جسے چوتھے صفتی انقلاب کا نام دیا جا رہا ہے۔ پرانے معاشر نظام کے بیشتر اداروں کو یا الیہ قرار دے کر ختم کر دیا جائے گا یا پھر انہیں کسی نہ کسی طور پر اسے اداروں میں ضم کر کے اجارہ داریاں قائم کی جائیں گی۔ اس کا بنیادی مفہوم کورونا وائرس سے پہلے کی میثاثت کو بہت حد تک ختم کرنا ہے۔ دنیا بھر میں میثاثتوں کی تکلیفی تو کی جا رہی ہے، جس میں بیشتر کام مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر کام کرنے والی مشینیں انجام دیا کر کر دیا گا۔

وی در لڑاکنا مک فورم نے پیش گئی کی ہے کہ ۲۰۳۰ء تک لوگوں کی ملکیت میں کچھ بھی نہ ہو گا مگر اس کے باوجود وہ خوش ہوں گے۔ اس حوالے سے چاری کی جانے والی ایک ویڈیو میں دکھایا گیا ہے کہ ایک گھر میں ڈرون کے ذریعے کوئی پارسل اتنا جارہا ہے، جو لفڑیا روپوٹ نے پیک کیا ہو گا۔

ڈیپیسے اس بڑھنے والا پہلے سال یاریں، یعنی کامیابی میں کسی انسان کا کوئی عمل دل نہیں۔ اور یہ کہ یہ پیش  
وازرس اور پیشیر یا فری ہے۔ گویا ۳۰۴۰ء میں بھی لوگوں کو  
زیادہ سے زیادہ خوفزدہ رکھنے کے لیے وازرس سے بچاؤ کا  
ہمانہ استعمال کیا جا رہا ہو گا۔

Colin Todhunter

ڈھائی تین عشروں سے مئے عالمی نظام کی بات کی جا رہی ہے۔ جو کچھ کل سماں میں تھا وہ اعلیٰ کی دنیا میں بھی دھائی دے رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ایک مئے عالمی نظام کے خدوخال اب واضح ہو چلے ہیں۔ برطی طاقتوں نے متعدد خلوٰۃ کو بندگوں اور غانہ جگلیوں کے ذریعہ پام کرنے کے بعد اپنی آسم کسر پوری کرنے کے لیے ”نبتا رل“ اور ”دی گریٹ ری سیٹ“ کا غلطہ بلدر کیا ہے۔ امریکا اور یورپ نے اپنی کم ہوتی ہوئی طاقت سے مگر اک دنیا بھر میں خرابیاں پیدا کرنے کی راہ ہموار کرنے کی سمت سفر شروع کر دیا ہے۔ معاملات کو سلسلہ نے کے بجائے مزید الاحساس پر توجہ دی جا رہی ہے۔ کمزور مالک اور خلیط دیوبندی افلاس، پرروزگاری اور علمی و فنی انتہی کی حالت میں ہی رہے ہیں۔ ترقی ایغاثت اور پس ماں وہ دنیا کے درمیان فرق لکھتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ کتاب ترقی پرور دنیا بھی بہت پیچھے رہ گئی ہے۔

زیر نظر مضمون میں امریکا اور یورپ کے ہاتھوں تسلیم کے  
مراحل سے گزرتی ہوئی ایسکی دنیا کا خاکہ بچیں کیا گیا ہے، جس پر غور  
کر کے بہت سے مالک اب ٹھیک اپنے لیے کوئی ہمدرد رہ نجت کرنے  
کی سست جائیتے ہیں۔ پاکستان مجھے پہمانہ مالک کے لیے نی  
اہمتری ہوئی دنیا میں ایکانت کس حد تک ہوں گے اس کے بارے  
میں اب تک پورے یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کہا ٹھیک کیسے جا سکتا  
ہے؟ اب تک ہم نے خود کو آنے والے دور کے لیے ڈھنگ سے تیار  
کرنے پر تو یقین ہی نہیں دی۔

سیرت کے موضوع پر اسلامک ریسرچ آئیڈمی کی شائع کردہ کتاب

وقل صدّارٌ قَيْمَارٌ يُوَارِثُ يَوْنَاتَهُ

منیر احمدی

قیمت: ۱۳۰۰ روپے

کیڈمی بک سینٹر، D-35، بلاک 5۔  
رول نمبر: ۰۲۱-۳۶۸۰۹۲۰۱۔ نون: کراچی، پاکستان

لاک ڈاکن اور دیگر پابندیوں کے نتیجے میں معاشی سرگرمیوں کی بساطتو لپٹ جائے گی۔ اس کے نتیجے میں غیر معمولی، بلکہ تباہ کن نوعیت کی بے روزگاری بیدا ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ دنیا بھر میں لوگوں سے کام جائے کہ وہ دیوالیہ ہونے کی صورت میں اپنے تمام ااغانے ریاستی مشینز کے حوالے کروں اور اس کے عوض انہیں بنا دیتی تجوہ ادا کرنے کی بیان

دہانی کراوی جائے گی، یعنی اتنا دیا جاتا رہے گا کہ وہ جسم و جاں کا رشتہ برقرار رکھنے میں کامیاب ہو سکیں۔ اس بڑی

غور و فکر اور تبلیغ خیالات کرتے ہیں۔ اپنے با اثر سی ای اور کلاز شو یوب (Klaus Schwab) کے وزن کے تحت کام کرنے والا دی ورلڈ اکنامیک فورم نے گھبٹ رہی سیٹ کے لیے مرکزی قوت متحرک ہے یعنی یہ کہ تم کس طور جیسیں گے، کس طور کام کریں گے اور کس طور معاشرتی تفاضل و تعلقات کے حامل ہوں گے۔

”وی گریٹ ری سیٹ“ کا مقصد ایک ایسے عالمی ماحول کو معرف و جوہد میں لانا ہے، جس میں شخصی آزادیوں برغمی

عالیٰ کیمیائی اداروں کی طرف سے بڑھائے جانے والے دباؤ کا سامنا مشکل ہی سے کرپائے گا۔ بھارت اور میکرانی پر زیریں ممالک کے کروڑوں کسانوں کو پیشانی کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ وہ اب تک اس حالت میں نہیں کہ اپنے تمام فیصلے خود کر سکیں۔ قرضے لے کر فصلیں اگانے والے سماں خراب مسوکی حالات کے باعث فصلیں تنفس ہونے سے قرضوں تک دبے رہتے ہیں۔ بھارت میں یہ مسئلہ بہت سمجھنے ہے۔ ترقی پافٹ ممالک کے زرعی صنعتی ادارے کھاد اور بیج کے معاملے میں اجارہ داری قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ تبدیلی والے بیج تعارف کر کے یہ ادارے اپنے لیے زیادہ سے زیادہ فوائد لینے میں بنا چاہتے ہیں۔ وہ وقت زیادہ دوستیں جب مجبور کسان اپنی زمینیں کروی رکھ کر بیج، کھاد اور کیڑے مار دوائیں حاصل کر پائیں گے۔ اور یوں پہلے مانندہ وقتی پر ممالک کے زرعی شبکے مایہ داروں کی نذر ہو جائیں گے۔ (ترجمہ: محمد احمد خان)  
"Dystopian 'Great Reset': Own nothing and be happy, being human in 2030".  
("Global Research". December 19, 2020)

### بعقیدہ: امریکا چین نئی سر و جنگ

امریکا کو اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ اعلیٰ مجاہرت کے حصول، دنیا کے بہترین انفراسٹرکچر اور جدید ترین تحقیق و ترقی کے لیے بے پناہ وسائل صرف کرے۔ چین کے ساتھ مقابلہ کرنا کوئی مستاسوانہ نہیں ہے۔ کیونکہ کہنا تھا کہ امریکی طاقت کا انحصار امریکا کی ان صلاحیتوں پر ہے کہ وہ دنیا بھر کے لوگوں میں پیتا شہیدا کرنے میں کامیاب رہا کہ ایسا ملک ہے جو جانتا ہے کہ اسے کیا چاہیے، اور جو ملک داعلی مسائل سے بہترین طریقے سے منٹ رہا ہے اور عالمی طاقت ہونے کی دعویٰ پر کا بھی اور اک یہ کیوں ہوئے ہے، اور اس میں اتنی روحانی طاقت بھی ہے کہ وہ وقت کے لفڑیاتی چیلنجوں کا مقابلہ کر سکے۔

چیلنج آج بھی ماضی جیسا ہی ہے۔ چین کے ساتھ مقابلے کے لیے کیمن کی پسندیدہ اصطلاح ”امریکی ذہن“ پر اپنی توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس کنٹے پر توجہ دینے کے لیے اندر وہی اختلافات کو ختم کرنا ہو گا، دوسرا صورت میں امریکا کی ہنری کا سفر تیزی سے طے ہو گا اور نیچتا دنیا صرف ”ملٹی پور“ ہونے پر ہی نہ رکے گی بلکہ دنیا ایک ایسے خطے میں تبدیل ہو جائے گی، جہاں کسی کی حکمرانی نہ ہوگی ہر طرف خوف اور فریت کا راج ہو گا۔ (ترجمہ: محمد نوبی نون)  
"The sources of Chinese conduct".  
("Foreign Affairs". September/October 2019)



وکھانی دیا جس میں ایگر و کیمیکلز کی مصنوعات ہیں۔ گویا یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی کہ زراعت کے قدرتی طریقے فرسودہ نہ کارہے ہیں۔

جو لوگ دنیا کو بدلتے کے لیے بے تاب ہیں اور اپنی مرضی کے ساتھ میں ڈھالنا چاہتے ہیں اُن کے ارادوں کے بارے میں لکھنے والوں کی کبھی نہیں رہی۔ پروفیسر گلین اسٹون نے اپنے مقالے ”نیو ہسٹریز آف دی گرین رویولیوشن“ میں لکھا ہے کہ بڑے صنعتی اداروں نے بلند بانگ دعوے کیے تھے کہ کیمیائی مواد پر ہی کھاد اور دیگر اشیاء سے زیادہ کی اور کم رقبے میں غیر معمولی بیداوار حاصل ہوا کرے گی۔ یہ دعوے جموئی طور پر بے بنیاد ثابت ہوئے۔ زمین کی بیداواری صلاحیت غیر معمولی حد تک بڑھانا تو ممکن نہ ہو سکا، ہاں کیمیائی کھاد اور کیڑے مار دویے کے مستقل اپرے کے نتیجے میں ماحول، معاشرتی اور معیشت کو طویل المیعاد پر تقاضاں ضرور پہنچا۔ اسی حوالے سے وندیشاو کی کتاب ”دی والیس آف دی گرین رویولیوشن“ اور بھاسکر ساوے کے ”اوپن لیٹر ٹو انڈین آفیسلو“ سے بہت کچھ سمجھا اور سیکھا جا سکتا ہے۔

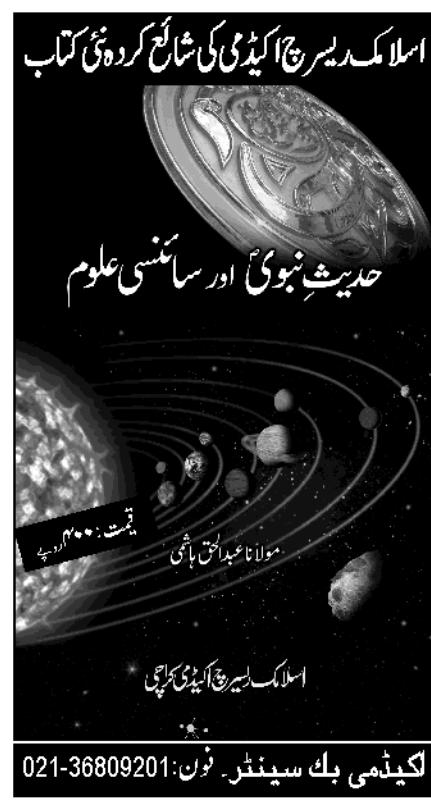
دنیا بھر میں زرعی شبکے کو تھیانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بھارت جیسے ممالک کو زیادہ مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ آبادی بہت زیادہ ہونے کے باعث وہ بڑے

کرنے کے عمل میں انفرادی اور سماجی شناخت کو بکسر مٹا دیا جائے گا؟ جو اپنائی مالدار افراد اور ادارے ”دی گریٹ ری سیٹ“ کے ایجادے پر عمل کر رہے ہیں اُن کا دعویٰ ہے کہ وہ فطری ماحول کے ساتھ ساتھ انسانوں کو بھی مکمل طور پر کنٹرول کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے وہ ماحول کو بدلتے کی خاطر جو انجینئرنگ سے کام لے سکتے ہیں۔ مثلاً ازرعی زمین کی ساخت تبدیل کرنے کا عمل پاہنچ فطرت کی طرف سے عطا کی جانے والی بہت سی اشیا یہ میں تیار کی جا سکتی ہیں۔

عالیٰ اشرفیہ یہ سمجھتی ہے کہ وہ تاریخ کے سفر کو ختم کر کے وقت کا پیغمبر الٹا گھما کتی ہے، یعنی یہ کہ دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق چلا یا جا سکتا ہے، انسانوں کو اپنی مرضی کے ساتھ میں ڈھالا جا سکتا ہے۔ ایک ہوتی ہے خیالوں کی جنت اور ایک ہوتا ہے خیالوں کا جنم۔ عالیٰ اشرفیہ اس دنیا کو ایسے مقام تک پہنچانا چاہتی ہے جہاں اسے دیکھنے کے تصور سے بھی روح کا ناپ اٹھتی ہے۔ دنیا کو اس مقام تک پہنچانے کے لیے ہر اڑوں سال کے شفاف و روثے اور روایات کو بیک جہش قلم ختم کرنا ہو گا۔ ان روایات میں سے پیشتر کا تعلق اشیائے خرونوش سے ہے اور یہ کہ تم فطرت سے اپنا تعلق کس طور استوار رکھتے ہیں۔ ہم ہر اڑوں سال سے جن اقدار اور روایات کی پاپس داری کرتے آئے ہیں ان کا تعلق اصلًا اس بات سے ہے کہ ہمارا فطرت سے تعلق کس نوعیت کا ہے۔ اگر فطرت کو زندگی سے نکال دیا جائے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ بہت سے تھوڑوں اور زندگی رسم کا تعلق فطرت سے بہت گہرا ہے۔ سب کچھ زمین اور ماحول سے جو ہوا ہوا ہے۔ ہم یہ سب کچھ کسی طور نظر انداز نہیں کر سکتے۔ بہت کچھ ہے جس کا تعلق سورج اور چاند سے ہے اور دوسرا بہت کچھ ہے جو ہمہوں سے مسلک ہے۔ یہ سب کچھ ہمارے ہماری کہندہ و پہنچ روایات کا حصہ ہے۔

پروفیسر رامیث ڈیلیو گلور کہتے ہیں کہ انسان اور ماحول کے تعلق کو سمجھنے کے لیے بھارت کو دیکھیے۔ وہاں پیشتر بیادی اقدار ماحول سے جزوی ہوئی ہیں۔ سمجھی کچھ موسم کے مطابق ہے اور یہ سب کچھ محض دیہی ماحول کا حصہ نہیں بلکہ شہری ماحول بھی بھی لازمی بھروسہ ہے۔

کیمیکلز کی بنیاد پر قائم صنعتی اداروں نے خود کو خدا کا نمائندہ تر اردوئی سے بھی گردی نہیں کیا۔ ۱۹۵۰ء کے عشرے میں یونیورسٹی کار بیلڈنے اپنے بروڈ شر اور پوسٹر ز کے ذریعے یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی کہ وہ ادارہ نہیں بلکہ خدا کا ہاتھ ہے، جو دنیا کے مسائل حل کرنے آیا ہے۔ ایک پوسٹر میں ہاتھ



لکھنؤی بک سینٹر۔ نون: 021-36809201

یعنی اس میکنا لو جی کا استعمال کر کے جان داروں کی بیعت اور ان کے بہت سارے روئے تک منضبط کیے جاسکتے ہیں ایسے محض ہالی و ڈکی فکشن فلم یا غرب کے فلشن ناول کا خیال پلاو نہیں ہے بلکہ ایسا عین ممکن ہے اور چوہے اور مینڈز ک میں ان کی جملہ اور ان کی بعض خصوصیات کو اس میکنا لو جی کا استعمال کر کے بدلا جا چکا ہے۔

موروثی مادے (ڈی این اے) کی ایڈنک کی مختلف میکنا لو جیاں جو گلڈ شٹر صدی کی ستر کی دہائی سے آج تک ایجاد ہوئی ہیں، ان میں کسپر میکنا لو جی سب سے تیز، سستی اور تیر بہدف میکنا لو جی ہے۔ اس لحاظ سے اس میکنا لو جی کے استعمال کے ثابت اور مخفی اثرات حیاتیاتی میکنا لو جی کی اخلاقیات پر زبردست سوالات کفرے کر دیتے ہیں۔ ذیل میں اس میکنا لو جی کے اثرات کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔ ملحوظ رہے کہ یہ میکنا لو جی دوسری میکنا لو جی کی طرح محض ثابت و مخفی اثرات نہیں رکھتی بلکہ اس میکنا لو جی کے بالطبع اثرات بالکل ایک نئی جہت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس کی وضاحت آگے آئے گی۔

آگے جدول میں دیے گئے تمام نکات یا اثرات محض خیالی نہیں ہیں، بلکہ ان سب نکات پر تفصیلی مقالات موجود ہیں، جن پر یہ تمام سائنسی کام کیے جا چکے ہیں۔ مثلاً زیر اش میں اس میکنا لو جی کا استعمال کر کے مخصوص رنگ کے فمد دار سین کو درست کیا گیا۔ اسی طرح *arabidopsis thaliana* پر دے ہیں ایک خاص قسم کے جین میں تبدیلی کر کے صوصی طور پر ثابت کیا گیا کہ اس میکنا لو جی کے ذریعے چاول کی بیداری اور کوئی ہدایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ایک خاص قسم کے خزیر میں اس میکنا لو جی کے ذریعے تبدیلی کر کے ایک جینیاتی مرضا کے لیے تحقیقی ماؤن بنایا گیا۔ ایک جاپانی کالی گائے میں پائی جانے والی جینیاتی ہیماری کو اس میکنا لو جی کا استعمال کر کے درست کیا گیا۔ سائنسی علقوں میں اس تحقیقی مقامے کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ لیا گیا، کیون کہ یہ براہ راست اس بات کا ثبوت تھا کہ اگر گائے یا تبلیں میں یک جینیاتی امراض کا علاج اس میکنا لو جی کا استعمال کر کے کیا جاسکتا ہے تو انسانی یک جینیاتی امراض کا علاج بھی با آسانی کیا جاسکتا ہے۔

کسپر میکنا لو جی پر تبدیل کرنے والے یہ کہنے آئے ہیں کہ یہ جیسی تبدیلی یا ایڈنک تو آسان ہے لیکن ایک سے زائد جیسی تبدیلی میں مشکل کام ہو گا۔ اور پھر کہ فونٹا اسپ یعنی ظاہری خصائص مثلاً روئے، احساسات، رحم، مامتا، جلد کارنگ، یا تدو

# کرسپر-سی اے ایس نا سن میکنا لو جی

## تعارف، اثرات اور اسلامی نقطہ نظر

کامنگ Interspaced Short Palindromic Repeats

ڈاکٹر محمد رضوان

ہے۔ یہ مخفف دراصل و راشن مادہ ڈی این اے میں موجود

نائزروجنی اساس کی ایک خاص ترتیب میں متعلق ہے۔

بہت عام فہم زبان میں یہ ایک ایسی قسمی ہے، جو ہمارے

خلیے کے اندر موجود موروثی مادے کو ہمارے حسب خواہش

کاٹ سکتی ہے۔ اور یہ ”کاٹا“ غیر معمولی صحت کے ساتھ ہوتا

ہے۔ اگر تم آسانی کے لیے سمجھنا چاہیں تو تیز میں دی گی

تخفیقی ہلک سے ہم اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ انسان بالآخر

اپنے جیزر اور ما جوں کا پاؤ کر ہے۔ اور کس طرح ان جیزروں کو

تبدیل کر کے انسان سمیت ہر جاندار کو یہ مختلف جان داریا

انسان میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

انسان ↔ آسانی اعضا ↔ تیز اور بافت ↔

خلیات ↔ حیاتیاتی سالمات ↔ مرکزہ ↔ ڈی این

اے

یعنی انسان کا مادی وجود (سائنسی نقطہ نظر کی رو سے)

اصل میں صرف ان ۳۰ ہزار جیزروں اور ان کے مختلف ریگویشن

اور ما جوں کے بعض عوامل کا مجموعہ ہے، یا دوسرے لفظوں میں

۳۰ ہزار الفاظ کی کہانی ہے، جو صرف ۲۷ حروف تھی

(A,G,T,C) سے لکھی گئی ہے۔

یہ حقیقت کہ ۲۷ حروف سے لکھی گئی یہ ۳۰ ہزار صفات پر

مشتمل کہانی ہر بار اگلہ ہوتی ہے، اور نہ جانے کتنے عرصے سے

چلی آ رہی ہے۔۔۔ خالق پر ایمان لانے کے لیے کافی ہے۔

ہر جان دار (انسان) اس کتاب کا ایک جزا ہی مان سے

اور ایک جزا اپنے باپ سے حاصل کرتا ہے۔ اس کتاب میں

سب کچھ لکھا ہے۔ ہمارے جسمانی اعضا کی بناؤں (جیسے

رجگ، آنکھ، ناک، کان، ہوش، ٹھوڑی) سے لے کر ہماری

ذہانت کی سطح (آنکی کیوں)، ہمارے بعض روئے، یہاں تک کہ

ہماری بعض ترجیحات بھی!

کسپر میکنا لو جی اس کتاب کے کسی بھی ورق کو انہائی

صفائی سے کاٹ کر آپ کے من پسند ورق کو اس جگہ چکا سکتی

ہے۔ (ملحوظ رہے کہ اس کتاب کا یہ شتر حصہ ان اوراق پر مشتمل

ہے، جو اپنی مکمل کہانی رکھتے ہیں اور اس کتاب کا کم حصہ ایسا

ہے جو ایک دوسرے سے متصل ہے۔)

جدید سائنسی اکتشافات اور میکنا لو جی کی ابجادات، اخلاقی نوعیت کے نئے سوالات بھی کھڑے کرتی ہیں، ان سوالوں کے سلسلے میں اسلامی نقطہ نظر پیش کرنا وقت کی ضرورت ہے، نقطہ نظر کی تفصیلات میں اختلاف ہونا ممکن ہے، اختلاف اور گلگلو نقطہ نظر کی تتفق میں مددگار ہوتے ہیں زیر نظر مضمون بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ (ادارہ)

یوں تو ہر سال نوپل انعام کا اعلان کیا جاتا ہے اور سائنس و ای اصرارات اور ان کی محدود دنیا میں اس پر مختلف طرح کے روزگار سامنے آتے ہیں۔ یہاں یہ نہ بھولیں کہ اس محدود دنیا کے انسانی سماج پر لامحدود اثرات مرتب ہوتے ہیں! نوپل انعام سوئیں کے ایک باشدہ الفریڈ نوپل کی

وصیت کے مطابق اس سائنس و اس کو دیا جاتا ہے جو یوچلے ایک سال کے دوران سائنس کی دنیا کے پانچ میدانوں میں سے کسی میدان میں ایسا کارنا مہماں نجماں دے جو انسانیت کے لیے زبردست فائدے کا حامل ہو۔

نوپل انعام سائنس کی دنیا کا موخر ترین انعام ہے۔

عام طور پر یہ انعام تقدیمات سے پاک ہوتا ہے (سوائے سیاسی میدان میں دیے جانے والے نوپل انعام کے جو بسا اوقات مختلف خیز حد تک جاہل داری پر مبنی ہوتے ہیں)۔

اس سال (۲۰۲۰ء) کے علم کیمیا کے میدان میں دو خواتین سائنس و اس کو نوپل انعام سے نواز گیں، جو ایمانوں کا رپریمینر اور جیفیر اے ڈوڈن ہیں۔ یہ انعام اُسیں کسپر میکنا لو جی کی دریافت پر دیا گیا ہے۔

سائنسی حلقوں میں کسپر چند سال قبل یعنی ۱۵-۲۰ء کے دوران مقبول و معروف ہو چکا تھا اور اس کی مقبولیت اور معرووفیت اس کے دورس نتائج کی وجہ سے تھی۔ ابتداء میں جن لوگوں نے اس میکنا لو جی کے استعمال کے متعلق پہلو دوں پر روشنی

ڈالی اُسیں شکی مزاج کہا گیا۔ حالانکہ خود اس کی موجودہ نے دبے الفاظ میں اسے منضبط (regulate) کرنے پر زور دیا تھا۔ کسپر میکنا لو جی کیا ہے؟

کسپر (CRISPR) دراصل

معارف فیصلہ

کے غیر معمولی حد تک درست ہونے کی وجہ سے یہ اندیشہ مخفی اندیشہ نہیں رہے۔ ان میں مرید اضافی اس وقت ہو جاتا ہے جب ہم سالمنی حیاتیات (molecular biology) اور سالمنی جینیات (molecular genetics) کی تجزیان کن ایجاد اور کوڈ کھینچتے ہیں۔

کرپر میکنا لوگی کے ذریعہ بہتری یعنی انسان کے داخلی با ظاہری خاصوں کی تبدیلی کے اندیشہ اس وقت درست ثابت ہو گئے جب جیجن کے ایک سائنس داں نے ۲۰۱۸ء میں ایک سائنسی کانفرنس میں دعویٰ کیا کہ اس نے دو انسانی جنین کو کرپر مخفیک کے ذریعے ایڈز کے وائرس کے خلاف ہراحت کے قابل بنا دیا ہے۔ اس نے انسانی خون میں پائے جانے والے سفید دلات کی سطح پر موجود سپیسر (receptor) کے جیجن کو "ساخت" کر دیا، جس کی وجہ سے خون میں موجود ہونے کے باوجودی و ارس ان خلیات میں داخل نہیں ہو سکتے، اس کے نتیجے میں خون میں اپنی تعداد کو بڑھانہیں سکتا اور بالآخر تباہ ہو جاتا ہے۔ یہ جنین بعد میں جزو اس لذ کیلیں میں بیدا ہوئے اور سخت مند ہیں۔ یہ اعلان سن کر امریکی اور پورپی سائنس داں میں حسد و ریکٹ کی لہر دوڑ گئی۔ (ہندوستانی سائنس داں کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی)۔ حیاتیاتی اخلاقیات (bioethics) کے ماہرین شذرورہ گئے اور پوری دنیا میں کرپر میکنا لوگی پر مباحثہ تازہ ہو گئے۔ حالاں کہ اس سائنسی سائنس داں نے اپنے نتائج کی مقامے میں شائع نہیں کیے تاہم بیش تر سائنس داں کا یہ مانا ہے کہ ایسا عین ممکن ہے۔ بہر حال چونی حکومت کو جب اس کا پتا چلا تو اس سائنس داں کو جیل جانا پڑا۔

جیونم ایڈنکل کی اخلاقیات کیا ہوں؟ کیا چونی سائنس داں انسانی جنین میں تبدیلی کے حوالے سے ہائپو-ٹھکس کے متعلق نہیں جانتے تھے؟ یہ سوالات مزید سوالات کو حتم دیتے ہیں۔ عمومی طور پر کرپر میکنا لوگی یا موروثی ماہ (ڈی این اے) کی ایڈنکل یا اس میں تبدیلی کی اخلاقیات پر درج ذیل نکات ملتے ہیں:

میکنا لوگی کے استعمال سے ہونے والے تھناں کا کمل فہم نہ ہونے کی وجہ سے انسانوں میں یا جانوروں میں اس کا استعمال کیا جائے یا نہیں، اس سلسلے میں کمل معلومات نہیں ہیں۔ اس لیے باخبر رضامندی (informed consent) حاصل کرنا ممکن نہیں اور سائنس کی اخلاقیات کا یہ سب سے اہم پہلو ہے۔ یعنی کسی بھی سائنسی طریقہ کا رو استعمال کرنے

چنانچہ یہ بات صاف ہو گئی کہ کرپر میکنا لوگی میں بالطبع اس بات کی کمل صلاحیت موجود ہے کہ سالمنی حیاتیات کی ترقی کے ساتھ ساتھ وہ جان داروں میں ظاہری تبدیلی کو ممکن بنائے۔ بطور خاص جیجن اور ان کے افعال اور وہ تمام خاصے جو جیجن یا مختلف جنیز کے ذریعے پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے ظاہری خاصے رنگ، قدر و قامت اور بالوں اور آنکھوں کا رنگ ان کے بارے میں جیسے جیسے سالمنی حیاتیات کی معلومات پختہ ہوئی جائیں گی، یعنی ہم یقین سے یہ کہہ سکیں گے کہ فلاں اور فلاں جیجن ان ظاہری یا باطنی خاصوں کے لیے ذمہ دار ہیں ویسے ویسے ان جنیز کی تبدیلی اس میکنا لوگی کے ذریعے ممکن ہوئی چل جائے گی۔

ہمارے نزدیک یہ مخفی ایک ملکی و شواری ہے جس پر بہت ممکن ہے کہ جلد یا بدیر قابو پایا جائے۔ اس کو اس مثال سے آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ابتدائی کمپیوٹر کا سائز ایک کمرے کے بردار ہوا کرتا تھا۔ اب وہ ہماری ہتھیں میں حاصل کتا ہے۔ صرف ۲۵ سال پہلے تک ڈینا اسٹوریج ڈیوائس کی ڈینا محفوظ کرنے کی صلاحیت اور آج کے ڈیوائس کی کی صلاحیت میں کوئی مقابلہ نہیں۔ پہلے ایک کمل جانور کو قربان کر کے کچھ مل لیٹر انولین حاصل کیا جاتا تھا۔ جنیک انجینئرنگ کے ذریعے ایک کولاٹی نامی بیکٹری یا سے سینکڑوں میں لیٹر انولین حاصل کیا جاتا ہے۔ پہلے جان داروں بیشواں انسان کے ڈی این اے میں موجود ناٹر و چن اسas (ڈی این اے بیس) کی ترتیب (sequencing) کے لیے ہزاروں ڈالر خرچ کرنے پڑتے تھے۔ اب ۱۰۰ ارڈر سے کم میں آپ خود اپنے ڈی این اے کی ترتیب معلوم کر سکتے ہیں۔ اور مستقبل ترتیب میں کس طرح کی ڈنی اور جسمانی بیماری کا شکار ہوں گے ان کے امکانات کا فیصد معلوم کر سکتے ہیں۔ یہ جیہیاتی سطح کی مستقبل گونی ہر گزرتے دن کے ساتھ بہتر سے بہتر ہوتی جا رہی ہے۔

اس لیے یہ بات شرح صدر کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ کرپر کے سلسلے میں ہن ٹکنیکی و شواریوں کا تذکرہ ماہرین کر رہے ہیں، ہمارے نزدیک وہ مخفی وقت کی بات ہے اور صرف تین سال پہلے اس کا اصولی ثبوت محقق رہے ای (Zue-e) (وغیرہ نے دے دیا ہے۔ انہوں نے بندروں اور چوبوں میں کئی طرح کے جنیز کو خارج کر کے (knock out) بتایا کہ مختلف جنیز کے ذریعے کٹرول ہونے والے افعال کو بھی اس مخفیک کے ذریعے بدلنا (manipulate) جاسکتا ہے۔ اسی دوران کچھ دوسرے محققین نے انسانی جنین (embryo) میں دل کی بیماری بیدا کرنے والے خراب جیجن کی جگہ صحت مند جیجن کو کرپر کے ذریعے تبدیل کر دیا۔ واضح رہے کہ دل کی بیماری جیجن اور دیگر ما جولیاتی عوامل کے ذریعے ہوتی ہے۔ (اگرچہ کہ حیاتیاتی اخلاقیات کے اصولوں کی وجہ سے یہ جنین ضائع کر دیے گئے لیکن اصولی طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ میکنا لوگی کے ذریعے جنیز میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔)

قامت، یا آنکھوں کا رنگ ایسے خاصے ہیں جو ایک سے زائد جنیز کے ذریعے مخفیت کے جاتے ہیں۔ اس لیے اس میکنا لوگی کے ساتھ نہیں کر رکھنے کی ضرورت نہیں کہ یہ انسانوں یا جانوروں میں بہتری لانے کے لیے استعمال کی جائے گی، بلکہ یہ بہت ہی مشکل بلکہ ممکن کا نام ہے۔

ہمارے نزدیک یہ مخفی ایک ملکی و شواری ہے جس پر بہت ممکن ہے کہ جلد یا بدیر قابو پایا جائے۔ اس کو اس مثال سے آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ابتدائی کمپیوٹر کا سائز ایک کمرے کے بردار ہوا کرتا تھا۔ اب وہ ہماری ہتھیں میں حاصل کتا ہے۔

صرف ۲۵ سال پہلے تک ڈینا اسٹوریج ڈیوائس کی ڈینا محفوظ کرنے کی صلاحیت اور آج کے ڈیوائس کی کی صلاحیت میں کوئی مقابلہ نہیں۔ پہلے ایک کمل جانور کو قربان کر کے کچھ مل لیٹر انولین حاصل کیا جاتا تھا۔ جنیک انجینئرنگ کے ذریعے ایک کولاٹی نامی بیکٹری یا سے سینکڑوں میں لیٹر انولین حاصل کیا جاتا ہے۔ پہلے جان داروں بیشواں انسان کے ڈی این اے میں موجود ناٹر و چن اسas (ڈی این اے بیس) کی ترتیب (sequencing) کے لیے ہزاروں ڈالر خرچ کرنے پڑتے تھے۔ اب ۱۰۰ ارڈر سے کم میں آپ خود اپنے ڈی این اے کی ترتیب معلوم کر سکتے ہیں۔ اور مستقبل ترتیب میں کس طرح کی ڈنی اور جسمانی بیماری کا شکار ہوں گے ان کے امکانات کا فیصد معلوم کر سکتے ہیں۔ یہ جیہیاتی سطح کی مستقبل گونی ہر گزرتے دن کے ساتھ بہتر سے بہتر ہوتی جا رہی ہے۔

اس لیے یہ بات شرح صدر کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ کرپر کے سلسلے میں ہن ٹکنیکی و شواریوں کا تذکرہ ماہرین کر رہے ہیں، ہمارے نزدیک وہ مخفی وقت کی بات ہے اور

چونکہ انسانوں میں یہ بڑے اساقے میں مخفی جنیز کے ذریعے ای (Zue-e) (وغیرہ نے دے دیا ہے۔ انہوں نے بندروں اور چوبوں میں کئی طرح کے جنیز کو خارج کر کے (knock out) بتایا کہ مختلف جنیز کے ذریعے کٹرول ہونے والے افعال کو بھی اس مخفیک کے ذریعے بدلنا (manipulate) جاسکتا ہے۔

اسی دوران کچھ دوسرے محققین نے انسانی جنین (embryo) میں دل کی بیماری بیدا کرنے والے خراب جیجن کی جگہ صحت مند جیجن کو کرپر کے ذریعے تبدیل کر دیا۔ واضح رہے کہ دل کی بیماری جیجن اور دیگر ما جولیاتی عوامل کے ذریعے ہوتی ہے۔ (اگرچہ کہ حیاتیاتی اخلاقیات کے اصولوں کی وجہ سے یہ جنین ضائع کر دیے گئے لیکن اصولی طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ میکنا لوگی کے ذریعے جنیز میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔)

طرح کی تغاییرات جب سماج میں عام ہو جائیں گی تو ان کے اثرات انسانی سماج پر کیا ہوں گے۔ اس سے کیا کچھ فساد برپا ہو گا اس کا تصور ہی دل دہار دینے والا ہے۔ اس سے قبل صفائی اختیار (sex selection) کی عینکنا لوچی سے بطور خاص ایشیا میں جو فساد برپا ہوا ہے جس کے اثرات اب ہر طرف دیکھے جاسکتے ہیں وہ ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ ابتداءً بے ضر اور انتہائی کار آمد ایکسرے عینکنا لوچی نے بالآخر کہاں کہاں فساد برپا کیا وہ ظاہر ہے۔ پورے ایشیا میں مرد و عورت کا وہ تناسب جو نظری طور پر قائم تھا زبردست طریقے سے بدلتا ہے اور اس کے لازمی اثرات کا خیال زادہ اب پوری نسل انسانی بھگت رہی ہے۔ یہ محض ایک مثال ہے۔ اس طرح کی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ ایکسرے عینکنا لوچی تو اصلًا بے ضرر تھی کہ پس پر باطیح بے ضرر نہیں ہے۔

☆ الْأَنْتَفَاعُ فِي الْمِيزَانِ: میزان میں خلل نہ ڈالو۔ یہ دوسرا تاکیدی نکتہ ہے جو بتاتا ہے کہ انسان کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کی بنائی ہوئی میزان میں خلل نہ ڈالے۔ میزان ایک ہامیقی لفظ ہے جس کا ترتیب تین ترجیح ترازوں میں اپنے توں کے تاثر میں لیا جاتا ہے۔ لیکن قرآن اسے بیان کے مفہوم میں بھی استعمال کرتا ہے۔ چنان چہ انسان کی کوئی بھی سرگرمی اور کوئی بھی عینکنا لوچی ایسی نہ ہو جو تو ازون یا بیانس میں خلل ڈالے۔ ہمارے نزدیک کہ پس پر عینکنا لوچی میں یہ امکان بدرجہ اتم موجود ہے کہ وہ تو ازون میں خلل ڈال کر بلکہ دیگر عینکنا لوچیوں کے مقابلے میں یہ عینکنا لوچی اس بات کا زیادہ امکان رکھتی ہے۔ کثیرے مکڑے، حشرات، پودے جو بظاہر نقصان دہ ہیں ان کی تخلیق اور ان کے تناسب کا بھی ایک تو ازون ہے۔ اس میں بھی خلل اندازی سے بالآخر میزان میں خلل پڑتا ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ پھر موذی جانوروں اور موذی حشرات وغیرہ کوئی نہیں مارنا چاہیے۔ ایک سبب بھی نہیں تو رضا چاہیے کہ یہ بھی میزان میں خلل ہے! لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ انسانی مصالح و مفاسد کے پیش نظر جن چیزوں میں جس قدر تصرف کی اجازت ہے ایسی عینکنا لوچی کا عمل اس حد تک مبارح رہے گا۔ شریعت کا ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ ”مضرت“ (نقصان) اور ”منفعت“ (فائدہ) میں تناسب کو بھیش مدد نظر رکھا جائے گا۔ یعنی اگر نقصان بہت زیادہ ہو تو ایسے کسی فعل یا عینکنا لوچی کو اختیار نہیں کیا جائے گا۔ اگر فائدہ نقصان کے مقابلے زیادہ ہو گا تو ایسے کسی فعل اور عینکنا لوچی کو اختیار

میدان میں استعمال کیا جانا مناسب ہے۔ انسانی جنین میں اس عینکنا لوچی کے استعمال کے ذریعے تبدیلی فی الوقت جیاتی اخلاقیات کے ضابطے کے خلاف ہے۔ لیکن جو کچھ جنین میں ہوا وہ اس بات کا واضح انکھار ہے کہ اس طرح کا ضابطہ اخلاق نہ صریقہ کے روپوں پر کنٹرول چاہتا ہے اور یہ کنٹرول مخصوص نظریہ حیات (ولڈ و پو) کو ماننے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح کے ضابطہ اخلاق کی پامالی سے ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ ولڈ و پو روپیے پر کنٹرول کرنے میں ناکام ہو چکا ہے۔ سیکولر انسان پسند ولڈ و پو کی بنیاد پا بطیح اضافی ہے۔ ان بنیادوں پر کھڑی جیاتی اخلاقیات کی عمارت بہت کم زور ہے۔ اس لیے کچھ ابتدی بنیادوں کی ضرورت ہے۔ کہ پس پر عینکنا لوچی اسلامی نقطہ نظر سے عینکنا لوچی کے اسلامی ولڈ و پو کے لحاظ گیا ہے لیکن وہ بہت عمومی نوعیت کا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عینکنا لوچی پا ہموم اور جینیاتی ایئنٹک کی عینکنا لوچی (یا سالماتی جیاتی عینکنا لوچی) بہت تیزی سے تبدیل ہو رہی ہیں۔ اس لحاظ سے اسلامی نقطہ نظر سے غیر معمولی وقت نظر اور اجتہاد کی ضرورت درپیش ہے۔ بعض مسلم محققین اس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ عینکنا لوچی کے اسلامی نقطہ نظر کے لیے ہم جب قرآن کو اصولی رہنمائی کے لیے کھولتے ہیں تو درج ذیل نکات بڑی صراحة کے ساتھ ہمارے سامنے آ جاتے ہیں۔ یہ نکات ہمیں پا ہموم عینکنا لوچی اور بالخصوص عینکنا لوچی کی عینکنا لوچی کو منضبط (regulate) کرنے کے لیے اصولی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔— (مختصر) جن کے اعتبار سے یہ ملا جاتا ہے کہ عینکنا لوچی ایسی ہو جس سے ماحول کو نقصان نہ پہنچے، انسانوں اور دیگر جانداروں کو نقصان نہ پہنچے، عینکنا لوچی پا نہیں نہیں۔ کہ ایک ایک سوچ الاطراف لفظ ہے۔ ہمارے نزدیک کہ پس پر عینکنا لوچی میں باطیح اس بات کی صلاحیت موجود ہے کہ وہ محدود پیانے پر یا غیر منضبط ہونے کی صورت میں لامحدود پیانے پر فساد فی الارض کا سبب ہو جائے۔ مثلاً جینیاتی ترمیم سے انسانی بہتری کا حقیقی خطرہ۔ اس عینکنا لوچی سے انسانی جنین میں بہت ساری ایسی تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں جن کا اس سے پہلے تصور بھی ممکن نہیں تھا۔ مثلاً ایسے جنگ جو انسانوں کی تخلیق جن میں رحم کا جذبہ سرے سے غالب ہو۔ ایسے سائیپورگ (انسان اور مشین کو مالک تخلیق دیے گئے انسان) جو بنیادی انسانی احساسات سے عاری ہوں، جیسے محبت، اخوت، ہمدردی جیسے جذبات۔ اب اس سے پہلے جو بھی یا جس پر بھی وہ طریقہ استعمال ہو رہا ہو اسے اس کے نفع اور نقصانات معلوم ہونے چاہئیں۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ عینکنا لوچی ممکنات کی ایک پوری دنیا اپنے اندر سموعے ہوئے ہے، چنان چہ اس کے استعمال کے حدود کیا ہوں؟ اعراض کے علاج کے سلسلے میں بھی اسے کس حد تک استعمال کیا جا سکتا ہے؟ مثلاً کسی انسان کے خلیات میں اس عینکنا لوچی کا استعمال کر کے تبدیلی کی جاتی ہے۔ لیکن اگر یہ تبدیلی اس کے مادہ منویہ (sperm) میں بھی کی جائے تو اس کا اثر کو نظر کرنے کا حق ہمیں ہے؟ ماڈہ منویہ اور بیضہ میں اس عینکنا لوچی کا استعمال کس حد تک کیا جا سکتا ہے؟ علاج و معالجہ سے آگے بڑھ کر اور در در سے خصائص کو انسانوں یا جانوروں میں پیدا کرنے کے لیے اس عینکنا لوچی کے استعمال کے حدود کیا ہوں؟ اس عینکنا لوچی سے پوری دنیا کے لوگ بر امیری کے اعتبار سے مستفید ہوں، اس بات کی ہمانت کیسے دی جائے گی؟ مندرجہ بالا جیاتی اخلاقیات کے نکات سے کئی تمکے سوالات کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مثلاً:

عینکنا لوچی کے استعمال کے حدود کون طے کرے گا؟ اور جو بھی آج طے کر رہا ہے وہ ان کے نفاذ میں اکثر ناکام ہے تو پھر اس کا نفاذ کیسے ممکن بنایا جائے۔ ان حدود کے طے کرنے میں کن اصولوں کو مدنظر رکھا جائے گا۔ سیکولر ہیونزم کے وہ اصول۔۔۔ (مختصر) جن کے اعتبار سے یہ ملا جاتا ہے کہ عینکنا لوچی ایسی ہو جس سے ماحول کو نقصان نہ پہنچے، انسانوں اور دیگر جانداروں کو نقصان نہ پہنچے، عینکنا لوچی پا نہیں نہیں۔ کہ ایک ایک سوچ الاطراف کے میدان میں نی سوچ کی منتظر ہیں، کیوں کہ جیاتی اخلاقیات کے عالی الرغم بعض چوٹی کے سامنے والی یہ کہہ رہے ہیں کہ کہ پس پر عینکنا لوچی کے ذریعے ہر قسم کے تجربات کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ چاہے وہ جینیاتی ترمیم سے انسانی بہتری ہی کے تجربے کیوں نہ ہوں! بقول ایک مشہور و معروف جینیاتی ماہر کے test, test and if found safe, why not جانچ کے بعد اگر عینکنا لوچی محفوظ ثابت ہوتی ہے تو پھر اس کا ہر

دونوں کے لیے نقصان وہ ثابت ہو گی اور یہ محض اندازہ نہیں ہے، بلکہ دیگر حیثوم ایٹھنک کی میکنا لوچی کے ذریعے بنائے گئے جیٹھکی ماذیہا مذکور گزرم (تبدیل شدہ جمیات) پہلے ہی سے دروس بننے ہوئے ہیں اور ان کے نقصان سامنے آنے لگے ہیں (بہت ہی عام مثال بیٹی کائن ہے۔) چنانچہ اس "لا ضرار" کے تحت ہم اس میکنا لوچی کے بے گام استعمال کے تائل نہیں ہو سکتے۔

کہ پسپر میکنا لوچی کے ناظر میں اسلامی فناطنظر کے نکودھ بالا مقدمہ سے اس میکنا لوچی کی اسلامی اخلاقیات کے ضمن میں درج ذیل نکات اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

میکنا لوچی بقدر ضرورت ہو: حالاں کہ یہ پہلو افراد بھی پیش کرتے ہیں لیکن اسلام بطور خاص اسراف کے معاملے میں بہت حساس ہے۔ چنانچہ چہرہ میکنا لوچی جو ضرورت کے فریم سے آگے بڑھتی ہو اس کا مفہوم میں تحقیقیں میں اختلاف ہے، لیکن "ضررار" کا ایک مفہوم جانتے تو جھٹتے ہوئے نقصان پہنچانے کا بھی ہے۔ کہ پسپر میکنا لوچی کو اگر غیر منضبط کھا جائے یا اسے عوام و خواص سب اضافی نہیں رہی۔ صرف ایک مثال ملاحظہ فرمائیے۔

اس میکنا لوچی کے ذریعے جیتن ڈاریوں استعمال کر کے فضلوں کو نقصان پہنچانے والے حشرات کا صفائیا کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ غیر ضروری ہے۔ کیوں کہ جیسا کہ

چنانچہ ڈیزائنر یہی اب محض خواب نہیں ہے۔ امریکا و پورپ میں بعض اپریم / بیضہ بینک ایسی تفصیلات کو جن کے ذریعے ہاتھ پتے کا حصول ہو سکتا ہے جیسے زیادہ ذہانت، نیل آنکھیں، اونچاقد، مخصوص نسل، اونچی قیمت پر یافت ہیں۔ حالاں کہ اس طرح کے بیضہ اور اپریم کے ملاب سے ان خصوصیات والا بچہ پیدا ہو ایسا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ اس میں کچھ نہ کامی کے بھی امکانات ہوتے ہیں۔ لیکن باور کیا جاتا ہے کہ کہ پسپر میکنا لوچی کے ذریعے ایسے بچوں کے حصول میں ناکامی کے امکانات صفر کی حد تک ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہ غلق اور تناسب جو اللہ کے لیے خاص ہے اس میں ہم مدافعت کریں گے اور یہ بات بکار کا ہی سبب بننے کی ہے۔

☆ اسلامی شریعت کا ایک اصول "لا ضرار ولا ضرار" کی صورت میں مشہور و معروف ہے۔ حالاں کہ لفظ "ضررار" کے معنی میں تحقیقیں میں اختلاف ہے، لیکن "ضررار" کا ایک مفہوم جانتے تو جھٹتے ہوئے نقصان پہنچانے کا بھی ہے۔ کہ پسپر میکنا لوچی کو اگر غیر منضبط کھا جائے یا اسے عوام و خواص سب کے لیے یکساں طور پر ہر قیلاد میں ہر طرح کی تبدیلی کے لیے ہر قسم کے جان داروں میں تبدیلی کے لیے انسان کے خصائص بدلتے کے لیے سائیروگ اور negative humanoide اور enhancement کے لیے کھلا رکھا جائے تو یہ انسان اور ماحول

سے اختیار کیا جائے گا اور یہ صورت میز ان میں خلل ڈالنے والے نکتے سے استشار ہے گی۔

اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ کام جاسکتا ہے کہ وہ حشرات جو فضلوں کو یا انسان کو نقصان پہنچاتے ہیں ان کے ذریعے پہنچائے جانے والے نقصان کو کم سے کم کیا جائے نہ کان کی انواع کا خاتمه کیا جائے، (ایسی لیے اگر پھر دانی کا استعمال کر کے میجر ہوں سے بچا جاسکتا ہو تو پھر کش دوائی کی میکنا لوچی کا استعمال نہیں کیا جانا چاہیے۔) کہ پسپر میکنا لوچی انواع کا صفائیا کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ مصر جان داروں (حشرات، بیکثیریا، پودے) میں ایسے جیزراں واپس کر سکتی ہے جو بالآخر ان کی انواع کا صفائیا کر دیں گے۔ لیکن ان انواع کا صفائیا کس طرح سے مجھی انواع کو جنم دے گا جو ہو سکتا ہے ان سے بھی نظرناک ہوں اس کا کوئی نکلمز ہمارے پاس نہیں ہے۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ اس کی منفعت اس کے نقصان سے بہت کم رہ جائے۔

☆ الہدی خلائق فسٹوی: وہی ہے جس نے تخلیق کی اور تناسب قائم کیا۔ تخلیق اور تناسب اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے وہ بہتر طور پر جانتا ہے کہ غلق کیسی ہو اور اس کا تناسب کیا ہو۔ کس خطے میں کیا تناسب ہو اور کس خطے میں کسی محققہ ہو اور ان کے خصائص کی تبلیغ میں وجد ہیں جیسے میں آئی ہیں۔ یہ تجویز اور اس کی تشریح نکودھ تینوں جہات کے علاوہ اور بھی جہات کی متقاضی ہے۔ چنانچہ ایسی کوئی میکنا لوچی یا انسانی فصل جو اس "تسویہ" پر اثر انداز ہو گا وہ قابل قبول نہیں ہو گا۔

کہ پسپر میکنا لوچی بالاصل اس بات کے لیے ذمہ دار بننے گی کہ اس تناسب میں رکائز ہائے۔ مثلاً مخصوص جلد کی رنگت والے لوگ، مخصوص آنکھوں کے رنگ والے، مخصوص جسد وجسامت والے لوگ، مخصوص ذہن رکھنے والے لوگ۔ غرض ہر خاصے کے لیے ایک تناسب ہے۔ اب ظاہر ہی بات ہے کہ اس میکنا لوچی کا استعمال کر کے زیادہ ذہانت (آئی کو) کے حامل بچوں کے حصول کے لیے عوام میں ایک دوڑگ جائے گی۔ امریکا میں پہلے ہی ایسے سperm عطیہ دہندگان (sperm donors) کی بہت مانگ ہے جن کا آئی کید زیادہ ہو یا جو پی انج ڈی سند یافتہ ہوں۔ بیضہ سے باراً اور کر کے کرایے کی پچھے دانی (surrogacy) سے کوئی بھی مال اپ بنتے کا شرف حاصل کر سکتا ہے!

## آپ کی توجہ مطلوب ہے!

- ۱۔ گزارش ہے کہ جب آپ کا پتہ تبدیل ہو جائے تو رہا کہ تمیں اس کی تحریری اطلاع مع نیا پتا بلا تاخیر صحیح دیا کریں۔ تاکہ مجھے پتے پر جا کر پرچھ ضائع نہ ہو۔ اگر ہمارا لکھا ہوا پتا ادھورا یا غلط نظر آئے تو صحیح میں ہماری مدد فرمائیں۔
- ۲۔ کسی صاحب کو "معارف فخر" ان کی خواہش کے بغیر جاری ہو گیا ہو یا اب اسے لینا پسند نہ ہو تو گزارش ہے کہ براؤ کرم ہمیں اس کی اطلاع دینے کی سخت ضرور کریں تاکہ پرچھ کر سکے۔
- ۳۔ یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ "معارف فخر" جاری ہو جانے کے بعد از خود بند نہیں کیا جاتا۔ اگر آپ میں سے کسی صاحب / صاحبہ کو پرچھ بذریعہ ڈاک ایک بارگی ملے تو انہیں سمجھنا چاہیے کہ بعد میں بھی ان شاء اللہ ملتار ہے گا تا آنکہ وہ خود منع کر دیں۔ اگر پرچھ ملنارک گیا ہو تو اس کا سبب تبدیل کا بند ہونا نہیں، کچھ اور ہو سکتا ہے۔ مثلاً ڈاک والوں کی مہربانی یا پتا تبدیل ہو جانا۔ لہذا "معارف فخر" بذریعہ ڈاک وصول کرنے والے اصحاب سے یہ گزارش بھی ہے کہ اس کے بند ہونے کی فوری تحریری اطلاع مع اپنے پورے نام اور مکمل درست پتے کے نہیں ضرور ارسال فرمائیں۔۔۔ تم آپ کے تعاون دعاوں مشوروں اور تبرھوں کے لیے مونون ہوں گے۔ (مدیر)

**نوٹ:** زیرتعاون اور عطیات کے چیک / ڈرافٹ وغیرہ پر

Islamic Research Academy Karachi

لکھیے / لکھوائیے۔ براؤ کرام کا پتہ کیا چیک نہ ہیجھ۔ خاصی رقم بینک چار بڑے نام سے کٹ جاتی ہے۔ خط و لکھتہ اور تبدیلی درکے لیے ہمارا پتا ہے:

D-35, Block-5, F.B. Area, Karachi - 75950, Tel: (92-21) 36809201, 36349840

حقیقت یہ ہے کہ کسپر میکنا لوچی اور اس سے والبستہ اخلاقیات اور حیاتیاتی اخلاقیات ایک وسیع تر سائنس ہے۔ اس سائنس میں اسلامی فلسفہ ہائے نظر کو پروان جنچ ہاتا ہے جو ضروری ہے۔ بطور خاص جب کہ دنیا میں ”توانین“ اور معیارات کی دلچسپی بحث چھڑ بھی ہے۔ کہیں تو انہیں یہیں تو معیارات غائب ہیں، کہیں معیارات ہیں تو تو انہیں ندارد ہیں۔ کہیں دونوں موجود ہیں تو ان کے نفاذ کی بنیادیں بہت کم روزیں۔

قرآن کا ایک اعجاز یہ ہے کہ وہ تو انہیں بھی دیتا ہے اور معیارات بھی اور ان کے ساتھ ان کے عملی نفاذ کی خصوصی بخیاریں بھی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ موجود نسل متذمیر قرآن اور متذمیر سیرت کی اپنی فرمہ داری پوری کرے اور دنیا کو اس کی روشنی سے منور کرے۔

(الحوالہ: نہادہ ”زندگی نو“، انی دلی۔ دسمبر ۲۰۲۰ء)

کسپر کے ذریعے somatic cells میں تبدیلیوں کی سمجھائش محض جینیاتی امراض کی حد تک ہوگی۔

واضح رہے کہ میکنا لوچی کی اخلاقیات کا یہ بیانیہ کسپر میکنا لوچی کو مکمل طور پر رد کر دینے یا اس میکنا لوچی میں مزید تحقیقات کو بند کر دینے کے موقف میں بالکل نہیں ہے۔ جیسا کہ تندرو عیسائی تخلیق پسند بیانیے کے ماننے والے یا اثرا آرچھوڈوسس یہودی حضرات کا مانتا ہے، بلکہ یہ بیانیہ اس میکنا لوچی کو صحیح سمت دینے اور اسے زیادہ بہتر طور پر منضبط کرنے کے لیے خصوصی بخیاریں فراہم کرتا ہے۔ یہ میکنا لوچی کی اخلاقیات میں خالق واللک کے تین احساس ذمہ داری اور اس کے سامنے پیش ہونے کے قصور کو جگہ دیتا ہے۔ اور اس میکنا لوچی کو اپنی عقل مختص یا ہواۓ نفس کا استعمال کر کے زحمت بانے کے بجائے وحی کی راہنمائی میں اپنی عقل کا استعمال کر کے رحمت بانے پر زور دیتا ہے۔

اوپر بیان کیا جا چکا ہے اور اب تقریباً ثابت شدہ ہے کہ ماحولیاتی توازن میں ہر شے کا اپنا کروار ہے۔ جب ہم ہمین ڈرائیور کے ذریعے مکمل طور پر اس کی انواع کا صفائی کریں گے تو بالکل نی قسم کے انواع کے وجود میں آنے کا حقیقی خطرہ ہے۔ اس کے جواب میں مخالفین یہ کہتے ہیں کہ تو پھر کیا فصلوں کو برداشت ہونے دیں اور انسان کو بوجوکا مرلنے دیں۔ ہمارا جواب ہے کہ نہیں جیتن ڈرائیور کسپر کا استعمال کر کے ان حشرات کی انواع کا صفائی کرنے کے بجائے حشرات سے integrated pest management کا استعمال کیا جائے جو فصلوں کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اس میں انواع مکمل تباہ نہیں ہوتی اور فصلوں کا نقصان نہیں بہت کم ہو جاتا ہے۔

کسپر میکنا لوچی میں ظاہری خاصے تبدیل کیے جاسکتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ واضح طور پر غلط ہے۔ اسلامی فلسفہ نظر سے حقوق کی ساخت میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔

جیتن میں بیماری کے لیے ذمہ دار جن درست کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن اس وقت جب اس سے نقصان کا اندر پڑتا ہے فائدے سے بہت کم ہو۔ یہاں پر ایک پچھیدہ سوال انٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ بیماری کے جیتن سے بیماری بیجا ہوتی ہے جس سے اذمیت ہوتی ہے۔ لیکن ایک سفید فام تہذیب میں کالا ہونا بھی اذمیت کا باعث ہے۔ ایک جسمانی اذمیت ہے دوسروں نظری۔

تو بیماری کے جیتن اگر درست کرنے کی اجازت آپ دیتے ہیں تو جلد کی رنگت کی تبدیلی کی اجازت کیوں نہیں دیتے۔ بالآخر دونوں صورتوں میں جیتن کی وجہ سے مستقبل میں اذمیت ہی تو ہوگی۔ دونوں صورتوں میں آپ مخلوق کی ساخت میں تبدیلی کر رہے ہیں۔ یہاں ثابت انسانی جینیاتی ترمیم اور مخفی انسانی جینیاتی ترمیم کی بخشیں ہیں، جن کا یہ مضمون متحمل نہیں ہے۔

ہمارے نزدیک اس طرح کے پیچیدہ سوالات کا کافی و شافی جواب موجود ہے۔ بلکہ بعض تشریعی اصول تو اس طرح کے معمر جاتی نوعیت کے سوالات کا شاندار جواب دیتے ہیں۔ یو جنکس اور انسانی جینیاتی ترمیم دراصل انسان کے خود کو مختار کل سمجھنے کے نتھیں نظر کا اٹھا رہے۔ جب کہ اسلامی نظریہ کے مطابق مختار کل صرف اللہ کی ذات ہے۔ اس لیے اس طرح کی کسی بھی میکنا لوچی کے استعمال کی اجازت نہیں ہوگی جو بالآخر یو جنکس اور انسانی جینیاتی ترمیم پر مبنی ہو۔

کسپر کے ذریعے ایسے پوتوں کی تخلیق جو موجود پوتوں کی بعض انواع کو بہا کر ماحول میں اپلا نٹ کی جائیں گی، اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

## اخوان المسلمون کے خلاف خطبہ دو، ورنہ۔۔۔

اخوان کے ہزاروں کارکنان کو اپنی سرزی میں پناہ دی تھی۔ جس کے نتیجے میں اخوان نے بہت جلد سعودی عرب میں اثر و رسوغ حاصل کر لیا۔

۱۹۹۰ء میں عراق کی جانب سے کہتے پر حملے کے بعد دونوں کے تعلقات خراب ہونا شروع ہو گئے، پھر ۳۰۰۰ء میں عراق پر امریکی حملے میں سعودی حکومت کے نتیجے میں تعلقات بالکل ہی ختم ہو گئے۔ اخوان نے سعودی عرب میں امریکی فوج کی موجودگی پر کلے عام تقدیم کی اور اس سے والبستہ افراد نے ملک میں سیاسی اصلاحات کی کوششیں بھی کیں۔ اگرچہ حکام نے اس مہم کا توکمل خاتمه کر دیا اور ساتھ ہی ۲۰۰۲ء میں وزارت داخلہ نے اخوان کو ”دہشت گرد“ تنظیم قرار دے دیا اور بیان میں ملک میں موجود تمام برائیوں کی جزوی تھیم ہے۔

۲۰۱۳ء میں سعودی عرب کی حکومت سے مصر کے وزیر دفاع ایمی نے فوجی بغاوت کے ذریعے مصر کی پہلی منتخب جمہوری حکومت کا خاتمه کر دیا۔ یاد رہے کہ منتخب جمہوری حکومت کے صدر مری کا تعلق اخوان المسلمون سے تھا۔

(ترجمہ: حافظ محمد نبیون)

"Saudi sacks 100 Islamic preachers for failing to condemn Muslim Brotherhood".

("middleeastmonitor.com". December 18, 2020)

الوطن اخبار کی رپورٹ کے مطابق سعودی حکومت نے مکالمہ کی مساجد میں خطبے دینے والے تقریباً ۱۰۰ آئندہ کرام کو کمال دیا ہے۔ اقدم کی بڑی وجہ علاوہ کرام کی جانب سے حکومتی ہدایات کے مطابق اخوان المسلمون کے خلاف جمعکاری خطبے دینے سے گریز کرنا ہے۔

سعودی عرب کی وزارتِ فتحیہ امور دعوت و تربیت نے تمام آئندہ کرام اور خطبیوں کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ اپنے خطبیوں میں ”اخوان المسلمون“ پر تقدیر کریں اور اسیں معافی سے ملکی تحریق و تہذیب کریں۔

گزشتہ ماہ وزارت نے ہدایات جاری کی تھیں کہ سینئر اسکالر ز کی سعودی کنسل کی طرف سے جاری کیے جانے والے تنازع بیان پر ایک خطبہ دیا جائے، کنسل نے اخوان کے خلاف بیان جاری کرتے ہوئے اسے دہشت گرد تنظیم قرار دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ تنظیم اسلام کی دعوت کا کام کرنے کے بجائے اپنے مخصوص مقادیات کے لیے کام کرتی ہے۔

سعودی عرب نے ۲۰۱۷ء میں اخوان المسلمون کو دہشت گرد تنظیم قرار دے کر اس پر پابندی عائد کر دی تھی۔ ۱۹۵۰ء میں سعودی عرب نے ایک ایسے وقت میں جب مصر، شام اور دنیا کے دیگر ممالک میں اخوان کے کارکنان کو جیلوں میں ڈالا جا رہا تھا تو سعودی عرب نے

میں تو انہی، انفراسٹرکچر، دفاعی تعاون، ائمی جنگ کے بادلے اور جمیں کوستے داموں اپر انی چیل کی فراہمی جسے منسوبے شامل ہیں۔ اس بات کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ روڈ اینڈ بیلت منسوبے میں ایران کی شمولیت شرق وسطیٰ میں امریکی نفوذ کو گزند پہنچائے گی، جس پر واقعشن کی جانب سے شدید رعل کامکان ظاہر کیا جا رہا ہے۔ ”سیزرا یکٹ“ کی ٹکل میں عاید کردہ امریکی پانبد پوں سے کسی بھی ملک کے شامی ریشم سے معاملات کی راہیں پہلے ہی مسدود کی جا چکی ہیں۔ اس طرح شامی وزارت مواصلات اور جمیں کی ہواں کمپنی کے درمیان ۱۵۰۰ء کو طے پانے والا معاهده متأثر ہونے کا مکان ہے۔

حالیہ دونوں میں جاری کو ۱۹۰۱ کی عالمی وبا نے جمیں اور مشرق وسطیٰ کے ملکوں کے درمیان باہمی تبادلی کے اظہار کا موقع فراہم کیا ہے۔ خلیجی مالک کی طرف سے جمیں کو بھی جانے والی میڈیل سپلائز کے جواب میں یمنگ نے مشرق وسطیٰ میں کورونا وائرس کے پھیلاؤ کے وقت ایسی ہی فراغدالانہ امداد کے ذریعے حساب بر امدادیا۔ چیل کی قیمت میں مسلسل کی کے جلو میں معاشر گراف میں تنزیل سے خلیجی میں بی آر آئی کے منسوبے زیادہ دیرتا خیر کا شکار ہو سکتے ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں مدھی، لسانی اور پوشیدہ انسانی چیزیں موجود ہیں۔ روڈ اینڈ بیلت منسوبے کو سنوارنے میں یہ تمام عناصر اہم کروادا کریں گے، تاہم اس کے ساتھ ساتھ یکیورٹی، اقصادی اور ثقافتی پیچھی پر گرام بھی چینی مخصوصوں کا حصہ ہوں گے۔

(حوالہ: ”العربیہ انٹرنیٹ“، ۲۰ اگسٹ ۲۰۲۰ء)

﴿﴾﴾﴾﴾

”معارف فوجز“ حاصل کرنے کے خواہشمند خواتین و حضرات اور اداروں سے گزارش ہے کہ اپنے نام اور پتے کے ساتھ (رضا کارانہ طور پر) ۵۰۰ روپے کا ڈاک ٹکٹ یا کراچی کے کسی بینک کا اتنی مالیت کا چیک ”اسلامک رسیرچ اکیڈمی کراچی“ کے نام ارسال کریں۔ آپ کا بینک بیرون کراچی ہو تو پھر بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر بھیجیں۔ زیرخیرداری موصول ہو جانے کے بعد آپ کے دیے ہوئے پتے پر ”معارف فوجز“ کی ترسیل شروع ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ!

## بی آر آئی: مشرق وسطیٰ میں ”چینی سلطنت“، کاظمہور

ارجمہ صدیقہ

و تخطی کیے۔ شرکیک ملکوں کی جانب سے ریاستیں سے بڑھ

کریں آر آئی میں وکھانی جانے والی دلچسپی اس بات کی غمازی

کرتی ہے کہ منصوبہ اُن کے لیے تیر رفارماعاشی ترقی کے

متنوع موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ تمدیلی ڈنگ ٹریاد بگ کی

ذریعہ سیاسی مداخلت سے گریز اور عملیہ پسندی کی پالیسی پر

عمل پیرا ہے۔ سعودی عرب اور ایران کے درمیان جاری

تازع میں جمیں کی توازن پالیسی اس کی عملی مثال ہے۔

مغربی دنیا ب تک فوجی مداخلت کی مدد سے جمہوری علی

کو نظرات کم کرنے کا ذریعہ بھجنی رہی ہے جبکہ جمیں کا روڈ اینڈ

بیلت پر گرام علاقائی سکیورٹی اور ہدایت جہت ترقی کا ایک نیا

منسوبہ پیش کرتا ہے۔

مشرق وسطیٰ کی ریاستیں، ان کی بندرگاہیں اور صنعتی

پارکس جمیں کے ساتھ تعاون میں پیش پیش رہے ہیں۔ تجھے

عرب امارات کی ظیفی بندرگاہ، عمان کی قلم بندرگاہ، سعودی

عرب کی جازان بندرگاہ اور مصر کی بندرگاہ سید اس تعاون کی

عملی مثالیں پیش کر رہی ہیں۔ تغیرات کے ضمن میں جمیں

کمپنیاں قطر کے شہر لوتیل میں کھیلوں کے اسٹیڈیم اور سعودی

عرب کے اندر تیر رفارمیں ریلوے کے چینی منسوبے پر کام

کر رہی ہیں۔ جنگ سے تباہ حال عراق اور شام میں بھالی کے

کاموں میں چینی کاروباری اور اسے امکانی طور پر جمیں نے مشرق وسطیٰ

کرتے ہیں۔

حالیہ چند برسوں کے دوران جمیں نے مشرق وسطیٰ کے

ملکوں کے ساتھ معاشری اور سفارتی باتیں چیت کو بڑی حد تک

فروغ دیا ہے۔ بڑے حصے کے طور پر جمیں نے مشرق وسطیٰ

میں تو انہی، انفراسٹرکچر، تغیرات، زراعت اور فناں کے

شعبوں پر توجہ مرکوز رکھی ہے۔ جمیں اور دوسرے شرکیک ممالک

بی آر آئی کو سعودی و پیشان ۲۰۳۰ء، یا ویشان ۲۰۴۱ء،

اردن ۲۰۲۵ء، ترکی کے مذل کورپڑ اور کوہت کے ویشان

۲۰۳۵ء، چینی قومی بھالی کی اسکیموں میں ختم کرنے میں دلچسپی

رکھتے ہیں۔

اپنے محل و قوع کی وجہ سے مشرق وسطیٰ روڈ ارالیت کی

چینی سرمایہ کاری تو انہی کے شعبوں میں رہی ہے۔ یہ جمیں کی

کل سرمایہ کاری ۵۰٪ کے میں مصدقہ کے مساوی تھا۔ انٹرنشنل انجی

اپیکسی کی پیش گوئی، کمیں ۲۰۳۵ء تک مشرق وسطیٰ سے تیل

ورآمدات کو دو گناہ کرے گا، کو دیکھتے ہوئے اس رجان کے

جاہری رہنے کی امید ہے۔

بینگ اور ایران کے درمیان معابدہ، جمیں کی تازہ ترین

حالیہ سرمایہ کاری ہے۔ چار سوارب ڈالر مالیت کے معابدے

پر گرام کے تحت دوسو سے زائد شرکت کاری کے منصوبوں پر